میں بادشاہوں کے آگے بھی تیری شہادتوں کا تذکرہ کروں گا۔



ریاستِ جموں کشمیر کے

# تعلقات

انگریزی گورنمنٹ سے

پنجابی ریویو امرتسر پنجاب کے ضمیمہ کا پہلا نمبر


پادری جے علی صاحب ایم ایم سنٹر ایم ای سی اڈیٹر پنجابی ریو - یادگار خاندانِ فیضی ابو الفضل
سابق اڈیٹر اخبار وکیل ہند سفیر ہند شمس الاخبار کوکب عیسوی اور نور پرکاش



امرتسر
مطبوعہ وکیل ہند پریس
سنہ ١٨٨٧ء

[redacted]

مندرجہ ذیل دینی اور دنیوی کتابیں ایڈیٹر پنجاب ریویو کی تصنیف جو اس نے وقتاً فوقتاً
۱۸۶۲ء سے ۱۸۸۱ء تک تصنیف و تالیف کیں اور پنجاب بک اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی

(۱) دینی تذکر[illegible]

(۲) الہی براہین در اثبات ہستی باری تعالیٰ

(۳) برا[illegible]

(۵) شہ[illegible]

(۷) آئینہ اسلام

(۸) حقیقی آفتاب

(۹) تواریخ جدید

(۱۰) مصباح الایمان

(۱۱) آریا راستیان [illegible]

[illegible] اطفال

(۱۳) گنجینہ حکمت

(۱۴) مرآۃ الانوار

(۱۵) مقدمہ (رسی ریویو اخبار عیسوی)

(۱۶) رسالہ انفصال [illegible]

(۱۷) معراج

(۱۸) پنجاب ریویو یعنی ماہواری رسالہ

(۱۹) روس۔ انگلینڈ اور ہند کے معاملات کی پیچیدگی پر ریویو چھ زبانوں انگریزی گورمکھی ہندی اردو فارسی پشتو میں انتخاب پنجاب ریویو

(۲۰) ریاست جموں اور کشمیر کے تعلقات اور انگریزی گورنمنٹ (انتخاب پنجاب ریویو)

[redacted]

میں بادشاہوں کے آگے بھی تیری شہادتوں کا تذکرہ کروں گا۔

ریاست جموں کشمیر کے

# [illegible]

انگریزی گورنمنٹ سے

[illegible]ری ویو امرتسر پنجاب کے ضمیمہ کا پہلا نمبر


پادری حاجی علی صاحب ایم منسٹر ایم اے سی ایڈیٹر چنار ریویو - یادگار خاندان فیضی ابو الفضل

سابق ایڈیٹر اخبار وکیل ہند سفیر ہند شمس الاخبار کوکب عیسوی اور ہندو پرکاش



امرتسر

مطبوعہ وکیل ہند پریس

سنہ ۱۸۸۷ء

مندرجہ ذیل دینی اور دنیوی کتابیں اڈیٹر تجارتی و ... کی تصنیف جو اس نے وقتاً فوقتاً [illegible] و تالیف کیں اور پبلک اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی

صوبہ اودھ کی منظوری سے (باستثناء نمبر ۱۱ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰) چھپیں

---

(۱) دینی تذکرہ۔

(۲) علم منطق۔

(۳) براہمہ مذہب۔

(۴) الہی براہین (اثبات ہستی باری تعالیٰ)

(۵) شریف نسبتیں۔

(۶) اصلاح سہو (جان ڈیون پورٹ کی یا لاجی)

(۷) آئینۂ اسلام۔

(۸) حقیقی آفتاب۔

(۹) تولد جدید۔

(۱۰) مصباح الایمان۔

(۱۱) آریا قیاس (دہند) و رانیوں کے [illegible]

(۱۲) تہذیب العقل۔

(۱۳) گنجینۂ حکمت۔

(۱۴) مرآۃ الواعظین۔

(۱۵) مقدمہ (اردو دیو اظہار عیسوی)۔

(۱۶) رسالۂ [illegible] و ولادت مسیح

(۱۷) معراج۔

(۱۸) پنجاب ری دیو یعنی پہی ماہواری رسالہ

(۱۹) [illegible] انگلینڈ اور ہند کے معاملات کی پیچیدگیوں پر ری دیو چھ زبانوں انگریزی گورمکھی ہندی اردو فارسی پشتو میں انتخاب تجارتی ری و

(۲۰) ریاست جموں اور کشمیر کے تعلقات اور انگریزی گورنمنٹ (انتخاب پنجاب ری دیو)

[illegible]



# انڈکس

## ریاست جموں و کشمیر کے تعلقات انگریزی گورنمنٹ سے

متعلقہ کشش ہماری اِس ریاست اور انگریزی گورنمنٹ کے تعلقات اِن دنوں اطمینان بخش نہ ہونے کی ...

**اوّلاً** ہماری انگریزی سرکار کی حیثیت اور اعتبار سولہویں تالی ح ۱۸۴۶ء اور اس سے پہلے سالوں کی بابت۔

(الف) ڈیوک آف ولنگٹن اور لارڈ لیک کی کامیابیاں ہند میں۔

(ب) ہماری انگلش گورنمنٹ کی مالی حالت ۱۸۴۶ء کا مقابلہ سنہ رواں کے ساتھ۔

(ج) لارڈ ہارڈنگ فاتحِ پنجاب کو روپیہ کی ضرورت اور کرنل سر ہنری لارنس نے مہاراجہ گلاب سنگھ سے پچھتر لاکھ روپیہ لیکر جموں اور کشمیر کو انڈیپنڈنٹ کر دینا۔

**ثانیاً** مہاراجہ حال جموں اور کشمیر کے دادے اور والد کی خاندانی حالت اور گورنمنٹ انگریزی سے وفاداری۔

(۱) مہاراجہ گلاب سنگھ کی تاریخ عروج اور ثروت۔

(۲) مہاراجہ گلاب سنگھ اور اُنکے خلف الصدق مہاراجہ رنبیر سنگھ کی وفاداری کے واقعات انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ اور اس قسم کے ارادے مہاراجہ پرتاب سنگھ والی حال کے۔

(۳) ہماری انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ رئیس جموں اور کشمیر کا ان دنوں ایک اُلجھاؤ سا ہے تو کس بناپر ہے۔

**ثالثاً** مہاراجہ گلاب سنگھ اور انگریزی گورنمنٹ میں جو عہدنامہ ہوا اُس کی نقل جس میں رزیڈنٹ کا تقرر ثابت ہے اور نہ نفی۔

(اول) ہندوستان کی **بتیس** نامی گرامی اور انڈیپنڈنٹ ریاستوں کے نام اور آبادی اور آمدنی اور یہہ امر کہ ان سب میں انگریزی رزیڈنٹ ہیں یا ایجنٹ۔

(دوم) ہندوستانیوں کی نظر میں بعض ریاستوں کو رزیڈنٹوں نے بگاڑا۔

(الف) صوبہ اودھ کا تذکرہ اور محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کا بے تاج و تخت ہونا اور یہہ کہ واں کے رزیڈنٹ

سکا تصور نہیں۔

(ب) ریاست بڑودہ کا حال اور مہاراجہ ملہرراؤ سابق نہیں
بڑودہ کا بے ملک ہونا اور یہہ امر کہ یہہ واقعہ ریاست
کے رزیڈنٹ کی بدولت نہیں ہوا۔

(سوم) اکثر ریاستوں کو رزیڈنٹوں نے بڑے جھگڑے اور بربادی
سے بچایا یا یوں بھی کہ اکثر ریاستوں کو انگریزی رزیڈنٹوں
سے بڑے بڑے فائدے پہنچے۔

(۱) ریاست بہاولپور پنجاب کا تذکرہ اور اُن فائدوں
[illegible] اسکو انگریزی رزیڈنٹ سے ملے۔

(۲) ریاست کپورتھلہ [illegible] اِس ریاست کو انگریزی
[illegible]ٹ سے کیا کیا فائدے پہنچے۔

(۳) ریاست چمبہ کا وہی ماجرا کہ آیا اسکو انگریزی رزیڈنٹ
سے کیا کیا فائدے ہوئے۔

رابعاً روس کی حملہ آوری کے لئے ہندوستان کے تین دروازے ہیں

قندھار پہلے دروازہ کی محافظ خود ہماری گورنمنٹ ہے کیونکہ
کی رہگوے۔

کابل اس دروازے کا ذکر امیر عبدالرحمٰن خاں کا ہے

کشمیر     اس دروازہ کا استحکام بہت ضروری ہے۔
جو رعایتیں ہماری گورنمنٹ نے دیگر دروازہ کے محافظوں سے کیں خصوصاً حال
کے نگہبان کے ساتھ۔ اُنہیں کی مستحق جموں کشمیر کی ریاست بھی ہے۔
البتہ یہ بات بھی ہے کہ جسقدر زر رعایتوں میں صرف ہوگا اُس
میں ایک فوج کا کیمپ کشمیر میں قائم ہو سکتا ہے۔
دربار جموں کشمیر تو ہنوز ریذیڈنٹ کے تقرر ہی سے متفق نہیں
فوجی کیمپ قائم ہونے سے مہاراج کو تکلیف تو نہ ہوگی۔ گوالیار خصوصاً
حیدرآباد دکھن کو انگریزی فوجی کیمپ سے ثابت ہے کہ کوئی اور کبھی تکلیف
[redacted] نہیں ہوئی۔ [redacted]
1 مہاراجہ صاحب کو اپنے درباریوں کی وجہ سے سوء ظنی تھی جو اُن
کے درباریوں کے تعصب کا نتیجہ ہے۔ [redacted]
خامساً مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر ہماری اصلاحوں کو منظور کرنا
تو ایک طرف رہا صرف اُن میں گہری نگاہ ہی کریں۔ ہم نے چھ تدبیریں
عرض کی ہیں۔ تین تو اس ضمن میں اور باقی تین چھٹے ضمن میں بیان کی
ہیں۔ فرض کے طور پر ذرا جموں کو الگ ریاست سمجھ کر یہ تین تدبیریں کام
میں لائیں۔
پہلی تدبیر ریاست جموں کے متعلق کل اہلکاروں کی جگہ سرکاری

منشیوں کے عہدہ کا اشتہار منگوائیں - اور اگر منگوائیں تو رزیڈنٹ کشمیر
کی معرفت منگوائیں تاکہ سرکاری طور پر یہ عمل عمل میں آئے -

**دوسری تدبیر** یعنی افسر یورپین ہوں یا گورنمنٹ کے پسندیدہ دیسی جو رزیڈنٹ کی معرفت
طلب ہوں - نوجوان دیسی البتہ اِس پوائنٹ کو ناپسند کریں گے تو انہیں
پسندیدگی کے دلائل کا بیان ہے اور یہ بیان صحیح واقعات پر ہے -

**تیسری ایضاً** راجہ موتی سنگھ والی ریاستِ پونچھ پنجاب جو مہاراجہ
کے دادا کے بڑے بھائی راجہ دھیان سنگھ کے بیٹے ہیں جو والی سابق
پنجاب کے وزیرِ اعظم تھے ریاستِ جموں کے اِنڈیپنڈنٹ دیوان بنائے
جائیں -

**سادسًا** باقی تین تدبیریں اِس آخری ضمن میں (جس پر اصل ضمیمہ
پہلے نمبر کا خاتمہ ہے) بیان کی گئی ہیں - مگر [illegible] کے لئے
کی ایراد یہ مسٹر تھیوڈور یاد کو امر تحسین کے قول کا خیال رکھ کر بنے
ہوئے مقدمات سے نتیجے استخراج کئے ہیں - اور حاشا [illegible]
مقدمے نہیں ٹھہرے -

**چوتھی تدبیر** میں مہاراجہ صاحب کی عالی خدمت میں التماس کی
گئی ہے - کہ گورنمنٹ آف انڈیا سے خود درخواست کرکے کشمیر میں
رزیڈنٹ مقرر کرائیں ورنہ ایک دن سری نگر میں مشیر [illegible] کے علم کا ذرہ

ضرور اُٹھے گا۔

**پانچویں تدبیر** بہ معقول بُرہانوں کی بنا پر عرض کی گئی ہے۔ کہ سرحدی استحکام کے لئے جناب مہاراجہ صاحب اپنا فوجی انتظام گورنمنٹ کے چیدہ یورپین افسروں کی معرفت کرائیں۔ ورنہ خود درخواست کرکے انگریزی کیمپ کشمیر میں قائم کرائیں کیونکہ اگر انگریزی فوج کا کیمپ مہاراجہ صاحب کی استدعا پر ہوگا تو اچھے رہینگے۔ اسپر دلائل عرض کیا گیا کہ ایک دن ایسا ہی ہوگا۔

**چھٹی تدبیر** کے ذریعہ سے انیکسیشن پالسی کی صورتیں بیان کی گئی ہیں جو کشمیر میں ایک نہ ایک دن ہونی والی ہے اور ہونی ہی چاہئے۔ کوئی مُلکی اندیشہ بھی نہیں۔ بڑی واضح دلائل سے اس مبحث کو ثابت کیا گیا ہے۔

**خاتمہ** میں خود مہاراجہ صاحب بہادر سے اور پھر مجبوری اُنکے اہلکاروں اور لُقمہ خوروں سے اکتالیس برس کے واقعات کی بنا پر بارہ سوال جواب طلب ہیں۔

# نذر

بخدمت

## جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی ایڈیٹر اخبار رفیق ہند لاہور

مائی ڈیر چشتی

گو میں جانتا ہوں کہ اپنی اس ناچیز تالیف کو آپکے نام نامی کے ساتھ منسوب کرنے سے میں کسی طرح سے آپکی اس اعلیٰ درجہ کی اعزاز اور شہرت میں کسی قسم کی ایزادی نہیں کرسکتا جو آپکو پہلے سے اپنے ہموطنوں میں حاصل ہے۔ لیکن بہ مناسبت اس مضمون کے جو اس رسالہ میں درج ہے اور بہ لحاظ اس دلی انٹرسٹ کے جو آپکو ہمیشہ ریاست جموں کشمیر کی خیرخواہی سے رہا ہے اور جسکے باعث سے آپنے ہمیشہ آزادی سے بے لاگ طور پر اس ریاست کے **معاملات** کی نسبت ارشاد فرمایا ہے میں آپسے بہتر کسی دوسرے شخص کو پنجاب میں نہیں دیکھتا جسکے نام سے اس رسالہ کو منسوب کروں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس تحفہ مختصر کو بطور ایک نشان دلی محبت اور دوستی کے قبول فرمائینگے

امرتسر مارچ ۸۸ء

از جانب بے دلی خیرخواہ اور دوست
(پادری) محمد علی مؤلف کتاب ہذا

مطبع وکیل ہند پریس امرتسر



## پہلا نمبر

# [illegible] جموں اور کشمیر کے تعلقات انگریزی گورنمنٹ سے

بہت عرصہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ [illegible] ریاستوں کی نسبت جموں اور کشمیر کے بارہ میں زیادہ تر چرچے پھیلے ہوئے ہیں۔ حتّٰی کہ کبھی [illegible] ۔ قومی قرائن کے لحاظ سے ہم پیش گوئی بھی کرتے ہیں [illegible] عرصہ تک ایسا ہی حال۔ رہیگا بھی۔

ریاست کشمیر اور انگریزی گورنمنٹ

## تعلقات

انگریزی اخبار والوں کی ایک پارٹی ہے - اور اردو اخبار والوں کی دوسری پارٹی ہے - پہلی پارٹی والوں کی ایک جنرل ڈیوٹی ہو رہی ہے کہ ہمیشہ انگلش گورنمنٹ کے فیور میں لکھتے رہتے ہیں - دوسری پارٹی والوں کی بھی قریباً یہی جنرل ڈیوٹی ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کے اگینس میں لکھتے ہیں ... کہ زمانے کی ہوا کی بدولت اور اس لحاظ سے بھی کہ انگریزی اخبار والوں کی زبان ہماری گورنمنٹ کی زبان ہے پہلی پارٹی والے بازی لے جاتے معلوم ہوتے ہیں -

جموں اور کشمیر کے والی کی حالت آج کل مندرجہ حاشیہ اشعار کی اگر مصداق

رہیے اب ایسی جگہ چلکر جہاں کوئی نہ ہو　　ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

بے در و دیوار سا ایک گھر بنایا چاہیئے　　کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو

پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار　　اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

کہی جائے تو بیجا ل مبالغہ نہیں - انگریزی اخبار والوں کی یہہ کائیں کائیں اور انکے اہلکاروں کی یہہ شائیں شائیں نہ ادھر سے چین نہ ادھر سے تسلی - ایسی حالت میں اگر تعلقات اطمینان بخش نہ ہوں تو کوئی خلاف عقل امر نہیں - ہمکو یہی افسوس نہیں کہ انگریزی اخبار والے یوں اور ووں کہتے ہیں - بلکہ اردو اخبار والے بھی لکھنا نہیں جانتے -

کہنا یوں نہیں جانتے - کہ انکا سارا زور گورنمنٹ انگریزی پر الزام لگانے میں ہوتا ہے - اور طرفہ یہہ کہ تواریخ اور واقعات سے اپنے دعوے کو ثابت

نہیں کر سکتے بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ثابت [illegible] کر سکتے۔ ذرا
شبہ نہیں کہ انگریزی اخبار والوں کی بے راہ رویاں البتہ بیجا ہیں بیجا نہیں
[illegible] اُن کی تحریریں کسی نہ کسی قدر باوقعت ہوتی ہیں۔ اُردو اخبار والوں
[illegible] خیال سے زیادہ پایہ نہیں رکھتیں۔ تواریخ اور واقعات
[illegible] ہے کہ **بات** نے بڑھتے بڑھتے یہاں تک
نوبت [illegible] کہ خود مہاراجہ صاحب کے دربار اور درباریوں کی حالت
[illegible] بھی کہئے تو ذرا بھی زیادہ گوئی کا اتہام نہیں لگ سکتا کہ
ریاست اور رئیس دونوں کے حق میں بُرا نتیجہ دینے والی ہے حالانکہ
[illegible] **ویو** پورے تحقیقی طور پر ثابت کرکے ابھی دکھاتا ہے کہ
[illegible] جمنت جموں اور کشمیر کے حق میں اکسیر صفت ہے اور جموں اور کشمیر
انگلش گورنمنٹ کا مضبوط اور وفادار دست و بازو ہے۔ لو ذرا آگے چلکر
دیکھو کہ وہ کیسے ثابت کرتا ہے۔

**اوّل** اِس امر کی کامل تحقیقات ایک لازمی ہے کہ ہماری انگریزی گورنمنٹ
کی [illegible] آج سنہ ایک ہزار آٹھ سو چھیالیس عیسوی اور اِس سے
پہلے سالوں کی بابت کیسی تھی۔ اور ہم اپنے موقع پر اِس پوائنٹ سے بھی نہ
چوکیں گے کہ مہاراجہ صاحب حال کے دادا بزرگوار مہاراجہ گلاب سنگھ
[illegible] براجمان کی حالت کیونکر اور کیا تھی۔ چنانچہ ہم یکے بعد دیگرے اس

مرحلہ کو گو کہ مشکل گھاٹی ہی کیوں نہ ہو طے کرینگے۔

(الف) پرانے مردے اکھاڑنے سے اب کچھ حاصل نہیں جیسا کہ اردو اخبار والے اور اکثر انکے متعصب اور ضدی نامہ نگار جو ٹوٹے پھوٹے چار حرف انگریزی زبان کے بھی جانتے ہیں اکھاڑا کرتے ہیں۔ لاریب اِس ملکِ ہند پر ہماری گورنمنٹ کا تسلط تدبیر مملکت اور دانائی سے بھی ہوا ہے اور یہہ کہ جرأت اور بہادری سے بھی ہوا ہے۔ یہہ کارنامے اب ایسے ہیں کہ ہند کے بچے بچے کی زبان پر ہیں۔ خصوصاً اِس صدی کے اوائل میں جنرل ولزلی نے جو پھر اپنی دلیریوں دلاوریوں دیانت داریوں اور ہردلعزیزیوں سے ڈیوک آف ولنگٹن وغیرہ وغیرہ القاب سے نامزد ہوئے بڑے بڑے معرکے کے کام کئے۔ حتیٰ کہ فرانس کے مغرور شہنشاہ فرسٹ نپولین بونا پارٹ کو ۱۸۱۵ء میں واٹرلو کے میدان سے اِسی فخر قوم انگلینڈ نے گرفتار کرکے سینٹ ہلینا کے جزیرے میں قید رکھا۔ جہاں یہہ پرلے درجہ کا فطرتی شہنشاہ مرہی گیا۔ جس نے نہ محض انگلینڈ سے مقابلہ کیا بلکہ یوروپ کے ناک میں دم کردیا تھا۔ اور پھر اسی رواں صدی کے ابتدا میں لارڈ لیک ایک بے بدل جنرل اور ملک گیر اور رئیسوں کے حق میں فیاض نے جو بت رنگے

...کو اندور میں شکست دیکر امرتسر تک بھگا دیا۔ اور پنجاب کی بعض ... جیسے کہ ریاست لوہارو اور ٹودی اور دوجانہ ہے ... دیکھی۔ غرض کہ یہہ ساری باتیں تھیں۔ پھر بھی ہماری ...نٹ کی جو طاقت اور اعتبار اور یہہ کہ جو ملک پائیگاہ جاہ حشم ... اس وقت البتہ نہ تھا۔

اس ہمارے پچھلے فقرے کی وجہ سن لیجئے۔ سنہ ۱۸۴۲ء میں کابل افغانستان سے واپس آنا کیا تھا۔ ڈیوک آف ولنگٹن ... کی کارروائیوں کو نقش بر آب کرنا تھا۔ یہہ ہمارے ملک پنجاب کے فخر مہاراجہ کرم سنگھ والی پٹیالہ ہی کا کام تھا۔ ... کابل کی اس وقت کی چڑھائی پر ہزار ہا اونٹ، و پچیس لاکھہ روپیہ نقد دیا بلکہ واپس آنے پر پانچ لاکھہ روپیہ اور بھی دیا۔ اب غور کا مقام ہے کہ ہند بھر کے انڈیپنڈنٹ رئیسوں میں سے کسی رئیس نے ایسی ضروری اعانت دی تہی۔ کوئی سا ہوگا ... کہ ہماری گورنمنٹ کو ایسے اڑے وقت روپیہ سے مدد دے۔ گورنمنٹ کی اس ۱۸۴۲ء کی حالت کا مقابلہ اگر ۱۸۷۸ء سے کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے۔ ۱۸۷۸ء میں جب کابل افغانستان کی دوسری چڑھائی پر روپیہ کی ضرورت ہوئی تو تھوڑے عرصہ

[illegible] اور ۲۶ [illegible]

ہم کو معلوم صحیح ہوئی [illegible] کہ ایک چالاک آدمی نے
جو پنجاب کے ایک [illegible] میں قدم رکھتا تھا یوں کہیے
کہ کھڑپینچ [illegible] ہیں سے قرض اُٹھا کر سرکار میں اپنے نام سے
روپیہ داخل کر دیا - حالانکہ وُہ اِس تکلیف سے مستثنیٰ کر دیا
گیا تھا - غرض کہ گورنمنٹ کی وُہ حالت نازُک ہو رہی تھی - اور
یہہ کہ ہر طرح سے نازک ہو رہی تھی - کیونکہ سنہ ۱۸۴۲ء میں سنہ ۱۸۶۹ء کی
مانند ٹیکس ہی نہ لگ سکتا تھا - قاعدہ کی بات ہے کہ ٹیکس تب
ہی لگ سکتا ہے جب رعایا کو اپنی گورنمنٹ پر قیام کا تعین ہو
اور یہہ کہ قرض بھی اُسی وقت مل سکتا ہے جب کامل اعتبار ہو -
ہم اِس امر کے اظہار سے بھی درگزر کرنا نہیں چاہتے کہ سنہ ۱۸۴۲ء
میں جس نے ہماری گورنمنٹ کی ذرا بھی مدد کی - گورنمنٹ نے بھی
اُسکو اپنا سچا دوست اور وفادار جان نثار مان لیا - اور ہمیشہ
اُس سے شاہانہ سلوک مسلوک رہا کیا -

(ج) ابھی ہماری گورنمنٹ کو اپنے مقبوضہ مُلک میں بلحاظِ انتظام اطمینان
نہ ہوا تھا کہ **پنجاب** کا بڑا بھاری معرکہ پیش آیا - ذرا بھی شُبہ
نہیں کہ ہرگز ہرگز ہماری گورنمنٹ کا یہہ منشا نہ تھا کہ سکھوں کو
بگاڑے - مگر فوجِ سکھہ نے بڑی ہی بے اِعتنائیاں بلکہ گستاخیاں

[illegible] اد بیان کیں۔ یہہ معرکہ ۱۸۴۶ء میں نمودار ہوا۔ اُس عہد
کے گورنر جنرل آف انڈیا کو عین گرمی کے [illegible] میں شملہ سے اتر [illegible]
۔ یہہ جفاکش اور مُدبر گورنر جنرل **لارڈ ھارڈنگ** بالقابہ
[illegible] وقت اُنکے [illegible] ایک بڑے خدا پرست پرلے [illegible]
کے [illegible] نشیب و فراز سے نہایت واقف کار
کرنل سر ھنری لارنس تھے۔ جو پنجاب میں شروع ۱۸۴۶ء
[illegible] ۱۸۵۳ء تک مختلف عہدوں رزیڈنٹ اور بورڈ آف
ایڈمنسٹریشن پنجاب کے پریسیڈنٹ رہے۔ اور جن کی نادر کارروائیوں
کے تصدق سے اُنکے چھوٹے بھائی جان لارنس انڈیا کے
گورنر جنرل اور ویسرائے اور یہہ کہ لارڈ کے لقب سے سرافراز
ہوئے۔ بڑی سخت چار لڑائیوں کے بعد بارے پنجاب کا صوبہ
فتح ہوا اور مارچ ۱۸۴۶ء میں ہماری گورنمنٹ کی فوجِ ظفر موج پنجاب
میں داخل ہوئی۔ ایسے وقت میں **روپیہ** کی اِس قدر ضرورت
تھی کہ کچھہ نہ پوچھئے۔ اگر اُس وقت روپیہ نہ ملتا تو ہمارے پاس
بس [illegible] کے یاد کرا دینے کی معقول اور کافی وجوہات ہیں کہ جو غدر
[illegible] میں ہونے والا تھا۔ وہ مارچ ۱۸۴۶ء ہی میں ہوتا۔ انگریزی
[illegible] تو تاریخ کے صفحوں ہی سے کام لینا جانتے ہیں

اور آنکھوں دیکھے تجربوں سے ناواقف محض ہیں۔ اِس بھید کو ہرگز سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایسے وقتوں میں روپیہ کا حاصل کرنا کیسا ناممکن کے قریب تھا۔ پس اگر ایسی گھبراہٹ کی حالت میں صرف کرنل سر ہنری لارنس کی عاقلانہ تدبیر اور اُنکے میر منشی ارسطو جاہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی مشورت سے جموں اور کشمیر کے والئ حال کے دادا مہاراجہ گلاب سنگھ **پچھتر لاکھ روپیہ** نہ دیتے تو ہماری گورنمنٹ کے حق میں بہتر نہ ہوتا۔ کچھ اَور بھی کہا جا سکتا ہے کہ یوں ہوتا اور ووں ہوتا۔ لیکن بہتر ہے کہ ہم بھی کہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے حق میں بہتر نہ ہوتا۔ المختصر ایسے وقت کا احسان ہرگز ہرگز گورنمنٹ کو نہ بھولنا چاہیئے۔ اور یہہ کہ انگریزی اخبار والوں کی مونہہ زوریوں پر نہ جانا چاہیئے۔

**ثانیاً** اب ہم انسب سمجھتے ہیں کہ جموں اور کشمیر کے مہاراجہ حال کے دادے اور اُنکے نامور اور مدبر بیکنٹھ باش والد مہاراجہ رنبیر سنگھ کی کچھہ حالت لکھیں کہ وہ بلحاظ خاندان کے کیا تھے۔ اور یہہ کہ ہماری گورنمنٹ کے ساتھہ اُن کی وفاداری اور وفاداری پر فرماں پذیری کس درجہ کی تھی۔ اور اب رئیس اور گورنمنٹ میں ایک اُلجھاؤ سا ہے تو کس بُنیاد پر ہے۔ اِس مرحلہ کے تمام ہونے پر بھی ہم اپنی قطعی رائے ظاہر نہ کرینگے۔ بلکہ اسکے متعلق اَور افسوس ضروری

[illegible] بیان کرینگے۔

(۱) مہاراجہ گلاب سنگھ ذات کے سورج بنسی چھتری تھے۔ اِنکی [illegible] پوری کے مشہور اور نامی گرامی راجاؤں میں سے [illegible] سنہ سترہ سو بانوے عیسوی ہے۔ پینسٹھ برس [illegible] پاکر سنہ اٹھارہ سو ستاون عیسوی میں سُرگ میں جا براجے [illegible] اہلِ وطن کے باہمی نفاق اور روزمرہ کی خانہ جنگیوں کی [illegible] اِنکی ذاتی دانشمندی اور دُور بینی نے اِنکو اُس وقت کے پنجاب کے حکمران مہاراجہ رنجیت سنگھ کے [illegible] میں سے ایک رُکن ہونے کی تحریک دی۔ چنانچہ اِنکی حکمت عملی کارگر ہوئی۔ حتیٰ کہ یہہ اہلِ دربار کے معتمدوں میں سے ایک معتمد سمجھے گئے۔ کانِ نمک کی بہت بڑی محال اِنکے سپرد رہی۔ پھر انہوں نے سنکیرہ اور ڈیرہ غازیخان کی فتح میں بڑی اعلیٰ درجہ کی مردانگی دکھائی۔ جب کابل کے سابق والی امیر دوست محمد خان نے پشاور پر حملہ کیا تو مہاراجہ صاحب نے اُسکی خوب مدافعت کی۔ آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جموں میں اِنکے انڈیپنڈنٹ [illegible] ہونے میں نہ کچھہ تعرض ہی کیا بلکہ اپنی کامل رضامندی ظاہر کرکے خطابِ راجگی کو تسلیم کیا جو ہمیشہ سے اِنکے آبا و اجداد کو حاصل

تھا۔ سکھوں کی انتزاع حکومت کے بعد ہماری گورنمنٹ کی طرف سے ہی نہ صرف جموں اُنکی راج دہانی تسلیم کیا گیا بلکہ ایک اعلیٰ [illegible] کی اُس وقت کی پالیسی سے کشمیر بھی اُنکے نصیبہ یا مقدر میں آیا۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب نے گیارہ برس کے عرصہ میں یعنے [illegible] سے [illegible]ء تک اپنے دست و بازو سے اپنے خداداد ملک کو بہت ہی وسیع کر لیا۔ یہاں تک کہ چین اور کاشغر تک حدیں ملالیں۔ سولہ لاکھ کے قریب آبادی ہے اور ایک کروڑ سے زیادہ آمدنی ہے مہاراجہ صاحب کے پاس پنجاب کے سابق حکمران سے زیادہ دولت کا ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

کوئی معترض اگر مہاراجہ گلاب سنگھ کے پرائیوٹ کیرکٹر پر اعتراض کرے تو کرے مگر وہ اُن تعلقات پر ایک حرف بھی نہیں کہہ سکتا جو مہاراجہ صاحب اور ہماری گورنمنٹ میں تھے اور ہیں۔ اور اگر کرے بھی تو ہرگز پایۂ اثبات پر نہیں پہنچا سکتا۔ کیوں کہ وہ بہت ہی صاف اور **وفادارانہ** تھے۔ اور یہہ کہ مہاراجہ صاحب کی دلی فرماں پذیری نے اُنکو اور بھی چمکا دمکا دیا تھا۔ ہماری گورنمنٹ کو بھی یہی امر مطلوب تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کی رحلت کے بعد اُنکے لائق فرزند مہاراجہ رنبیر سنگھ کے ہاتھ عنانِ حکومت

آئی - یہہ بھی اُن سپیشل تعلقات میں اپنے والد کے ٹھیک طور پر
[illegible] گورنمنٹ عالی آخر میں ابتریاں ہوائیں اور اب تک
[illegible] ۱۸۷۸ء میں اِنہوں نے ایسی مدد دی کہ جس طرح سے
ایک فرزند دلبند اپنے دست و بازو سے اور اپنی دولت اور حشمت
[illegible] مدد دیتا ہے - پہر کابل افغانستان کی اِس دُوسری
لڑائی پر جو اُنہیں چار پانچ سالوں میں ہوئی پوری اعانت کی
علاوہ اِسکے مصر کے معاملہ میں امداد سے اپنی قدیم وفاداری اور
وفاداری پر فرمان پذیری سے قدم پیچھے نہ رکھا - اب مہاراجہ
پرتاب سنگھ جموں اور کشمیر کی گدّی کو زیب دے رہے
ہیں - اگر ہماری گورنمنٹ کو کام پڑے جیسا کہ رُوس کی نسبت چرچے
پہیلے ہوئے ہیں اور اُدہر بیل رہے ہیں - تو مہاراجہ صاحب نہ صرف
اپنے عزیز اور معزز چھوٹے بہائیوں راجہ رام سنگھ اور راجہ
امر سنگھ کو اپنی فوجوں کے ساتھ بہیجنا تجویز کرینگے - بلکہ بہ نفسِ
نفیس خُود معرکۂ کارزار میں جائیں گے - اور یہہ کہ کروڑہا روپیہ
اِس امر میں صرف کردینا بہ خوشی گوارا فرمائیں گے - اِس میں
شک نہیں کہ مہاراجہ پرتاب سنگھ نے ابھی اپنے آبائی ملک
کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی ہے - مگر اُنہوں نے گورنمنٹ

[illegible] وفاداری اپنی والدہ کے دودھ کے ساتھہ پی کر پرورش
پائی ہوئی ہے - اِس لئے اُنکے روئیں روئیں سے ہماری گورنمنٹ
کی وفاداری کی بو آتی ہے - یہہ مانا کہ وُہ اِنہیں چند [illegible]
بڑے ملک کا انتظام جیسا کہ چاہیئے نہیں کر سکے - مگر گورنمنٹ کی
وفاداری اُنکے خمیر اور رگ و ریشہ میں ہے -

(۳) اب ہم اِس مسئلہ پر جس کے لئے یہہ سارا مضمون لکھا گیا ہے اور
ہنوز بہت کچھہ لکھا جائیگا کیونکہ ابھی تو ہم تعلقات پر اصول کے
طور پر بحث کر رہے ہیں فروعات پر بحث کرنی باقی ہے بڑی عمیق
نظر ڈالتے ہیں - کہ رئیس اور گورنمنٹ میں ایک اُلجھاؤ سا جو ہے
[illegible] بنا دیا ہے -

پنجاب گورنمنٹ کی معمولی ایڈمنسٹریشن رپورٹ سے ہرگز ظاہر نہیں ہوتا
کہ جموں اور کشمیر کا انتظام خراب ہے - حالانکہ ہم خود تسلیم کرتے
ہیں کہ البتہ نسبتاً انتظام خراب ہے - یعنے اگر گورنمنٹ کے مقبوضہ
مُلک کے انتظام کے ساتھہ مقابلہ کیا جائے تو بغیر کسی حُجت کے
نتیجہ یہی نکلیگا کہ جموں اور کشمیر کا انتظام اچھا نہیں - بلکہ گورنمنٹ
کے مقبوضہ ملک کے انتظام کے ساتھہ مقابلہ کرنے سے قطع نظر
کی جائے - اور ہندوستان کی بعض اِنڈیپنڈنٹ اور عالیجاہ [illegible]

[illegible] محکوذر ریاستوں کے انتظام کے ساتھہ جیسے کہ دولت آصفیہ حیدرآباد
[illegible] بڑودہ پٹیالہ اور [illegible] نابھہ وغیرہ وغیرہ میں جموں اور کشمیر
[illegible] میں رکھا جائے تو بھی وہی نتیجہ نکلیگا کہ جموں اور
کشمیر کا انتظام لاریب بہت کچھہ اصلاح طلب ہے - ہم جموں اور
کشمیر کی بے انتظامی مان کر بھی کہتے ہیں کہ رئیس اور گورنمنٹ میں
[illegible] ہوا ہے اسکی بنا اس امر پر نہیں - ہرگز ہرگز نہیں -
تو کس امر پر ہے ؟ -
جو عہدنامہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور لارڈ ہارڈنگ میں سولہویں
مارچ ۱۸۴۶ع کو ہوا (جس کی نقل ہم اپنے موقع پر کتاب عہدنامجات
[illegible] مرتبہ سرچارلس ایچیسن صاحب بالقابہ میں سے ذیل میں درج
کرینگے) اسکی کسی دفعہ میں بھی جموں اور کشمیر کے لئے رزیڈنٹ کے
[illegible] تذکرہ نہیں - بس یہی ایک امر ہے جو الجھاؤ کا باعث ہورہا ہے [illegible]
[illegible] پر خیال کیا جائے تو اس سے نہ تو اثبات ثابت
ہوتا ہے اور نہ نفی - طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ گورنمنٹ کا منشا رزیڈنٹ کے
[illegible] میں پایا جاتا ہے - اور ریاست کا منشا اسکے خلاف ہے - علانیہ
نہ گورنمنٹ اس پر زور دیتی ہے اور نہ ریاست انکار ہی کرسکتی
حالانکہ ہم اطمینان بخش ثبوت [illegible] یہہ ثابت کرکے دکھادینگے

[illegible] سے نہ تو گورنمنٹ کو کچھ نفع [illegible]
ہے اور نہ رئیس کو کچھ نقصان ہی ہے۔ اصل امر وفاداری
[illegible] ہے جس سے گورنمنٹ اور رئیس میں کمال [illegible]
اتحاد اور تپاک ہوا کرتا ہے۔ اور یہہ امر دونوں کی طرف سے ایسا
ثابت اور متحقق ہے کہ جس میں ذرا بھی کلام نہیں۔ البتہ جانبین کی
سوءظنیاں ہیں جن کو ہم ذرا بیان ہی کرتے ہیں۔

چونکہ خوش لیاقت اور متدین اہلکار اتفاقاتِ حسنہ سے تمام دنیا
کی ریاستوں میں سے دولتِ آصفیہ حیدرآباد دکھن کی ریاست کو
(جس کو ریاست نہ کہنا چاہئے بلکہ بادشاہت کہنا چاہئے) ملے ہیں
کسی ریاست کو نہیں ملے۔ اور جو اہلکار (تقدیر سے کہنا چاہئے گو ایسا
نہیں) جموں اور کشمیر کو نصیب ہوئے ہیں عجیب وغریب صفات
کے تھے اور ہیں۔ اُنکی ساری کارروائیاں اور فطرتیں اِس بات
میں صرف ہوائیں کہ اپنا گھر بھریں اور رئیس کو گورنمنٹ سے دلی
نفرت اور گورنمنٹ کو رئیس کے ساتھ وحشت رہے۔ ریذیڈنٹ کے
صرف نام پر عام اِس سے کہ جموں اور کشمیر میں مقرر ہو یا نہ ہو
اہلکاروں کو موت آجایا کرتی تھی اور اب بھی یہی حال ہے
سوءظنی نے ایک عرصہ سے یہاں تک طول کھینچا کہ ایک طرح

## تعلقات

رزیڈنٹ جو مقرر نہ ہونا تھا تو بھی کیا گیا۔ اب
ہے۔ اور یہہ کہ ناحق۔ رزیڈنٹ کو ریک الوٹ اور ہوا ہیں کہ دیر
کو نکل جائے۔ باقی ماندہ اہلکاروں کی کارستانیاں ہیں کہ
گورنمنٹ کے تقرر سے گھبرا رہے ہیں۔ اور رئیس بھی جو
جوان عمر ہے تجربوں کا خزانہ نہیں رکھتے شش وپنج
انگریزی گورنمنٹ کا بہت دنوں سے یعنی ۱۸۶۷ء لوہکے
بعد سے یہہ شیوہ نہیں رہا کہ رزیڈنٹ کی تحریروں کو الہام کی
۔ اور اب رزیڈنٹ بھی انگریزی قیر رزیڈنٹ
بعد) ایسے نہیں ہوتے کہ گورنمنٹ کے سچے وفادار
پذیر رئیسوں کی شکائتوں میں ڈمیسیج لکھتے رہیں
کہ جموں اور کشمیر کے والی اور اہادی گورنمنٹ کے مابین
کا ہے۔ اور وہ بھی مہاراجہ صاحب کی ذات خاص

ہم اس دوسرے ضمن کو بھی دو ایک اور ضروری امر بیان کرکے ختم کردیا
چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہنوز کئی ایک ضمن جو سخت تر از سخت ضروری ہیں بیان کرنے
باقی ہیں۔
اگر کئی عہدہ داران جموں اور کشمیر کا جو کچھ تو ناپید ہوگئے اور کچھ باقی ہیں

[illegible] امر وہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ اور والی جموں اور کشمیر کی خاص امروں
[illegible] سا کہ رزیڈنٹ کا تقرر وغیرہ سے کچھتی نہ رہے۔ اس کچھتی کے نہ رہنے
[illegible] نکی دال گلتی تھی [illegible] آئم منشر ہوا کرتا ہے
[illegible] اہلکار خصوصاً اگر کوئی عہدہ دار پر نظر رکھا کرتا ہے۔ اور گویا رزیڈنٹ
کی یہہ جنرل ڈیوٹی ہے۔ جس سے ہمارے جموں اور کشمیر کے اہلکار گھبرا کے
[illegible] صاحب کو بھی ہراساں کر دیتے تھے اور کر دیتے ہیں۔

البتہ اس عدم معاملہ فہمی میں سیکنڈ براجمان مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بھی بری الذمہ نہیں رہے۔ اور نہ مہاراجہ صاحب حال ہی سبک دوش ہو سکتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب کو یہہ سوچنا چاہئے کہ اگر کچھ ہو تو اسکی پردہ داری لازم ہے۔ جب میدان صاف ہے اور گورنمنٹ اور رئیس میں اتحاد او یکجہتی کا اصل اصول جو وفاداری اور فرمانپذیری مردوں کے میدان قائم ہے تو ہر ایک رزیڈنٹ نہیں میں رزیڈنٹ رہیں خوف اور ڈر ہی کیا ہے۔
مہاراجہ صاحب کے پاس اگر دولت آصفیہ حیدر آباد دکھن کے جنت آرامگاہ نواب سر سالار جنگ بہادر بالقابہ کے سے جو ہند کے پرنس بسمارک کے لقب سے ملقب تھے مدار المہام نہیں تو پیدا کریں۔ نہیں تو محض اپنی ہی خالص نیک نیتی اور خیر خواہی پر جو انگریزی گورنمنٹ کی نسبت رکھتے ہیں موجودہ اشتباہ کو دور کریں۔ اور اہلکاروں کے ذریعہ کے بغیر رزیڈنٹ سے ملا کریں۔ اور اپنا

کو یاد رکھیں کہ ہماری گورنمنٹ جموں اور کشمیر کی ریاست کو اپنی سرحد کا استحکام سمجھتی ہے۔ چنانچہ ہم اس پوائنٹ کو ثابت بھی کر دینگے۔

**ثالثاً**۔ اب ہم اس عہدنامے کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ جو جموں و کشمیر کی بابت مہاراجہ گلاب سنگھ اور کرنل ہنری لارنس صاحب بی ریزیڈنٹ پنجاب کے مابین لارڈ ہارڈنگ صاحب جی سی بی گورنر کے گورنر جنرل ہند کے عہد میں سولہویں مارچ ۱۸۴۶ء کو ہوا۔ اور جو رائے اس عہدنامے پر رکھتے ہیں اُسکے خاتمہ پر ظاہر کرینگے۔

عہدنامہ یہ ہے

**پہلی شرط** سرکار انگریزی دوام کے لئے بلا دخلت غیرے مہاراجہ گلاب سنگھ۔ اور اُنکے ذکور اولاد اصلی ورثاء کو تمام مُلک کوہستان معہ متعلقات واقع جانب شرقی دریاء سندھ اور جانب مغرب دریائے راوی معہ علاقہ چمبا باستثناء علاقہ لاہول جو جزو اُس علاقہ کا ہے جو دیا ہوا ہے سرکار انگریزی کو حسب منشاء دفعہ چہارم عہدنامہ پنجاب مرقومہ نویں مارچ ۱۸۴۶ء سپرد ہوا دیتی ہے۔

**دوسری ایضاً** علاقہ کی شرقی سرحد جو مذکورہ بالا شرط کے مطابق مہاراجہ گلاب سنگھ کو دیا گیا ہے سرکار انگریزی و مہاراجہ گلاب سنگھ کے مامورہ کمشنران قرار دیں گے اور اُسکی تفصیل پیمائش کے بعد الگ عہدنامہ میں ہوگی۔

**تیسری شرط** اُس علاقہ کے انتقال کے عوض جو اُنکو اور اُنکے وارثوں کو مذکورہ بالا شرط کے منشا کے بموجب دیا گیا ہے مہاراجہ گلاب سنگھ سرکار انگریزی کو مبلغ **پچھتر لاکھ روپیہ** نانک شاہی ادا کرینگے۔ اور منجملہ اُسکے پچاس لاکھ روپیہ اِس عہدنامہ کی تصدیق کے وقت ادا کرینگے اور باقی پچیس لاکھ روپیہ یکم اکتوبر سنہ حال یا اُس سے پہلے دینگے۔

**چوتھی الصاً** مہاراجہ گلاب سنگھ کے علاقہ کی حدیں ہرگز بلا اتفاق رائے سرکار انگریزی تبدیل [illegible]

**پانچویں** [illegible] مہاراجہ گلاب سنگھ اور دربار لاہور یا کسی اور قرب وجوار کی ریاست [illegible] پیدا ہوگا تو مہاراجہ اُسکو سرکار انگریزی کی ثالثی کے سپرد کرینگے اور سرکار انگریزی جو فیصلہ کریگی اُس کے مطابق تعمیل کر [illegible]

**چھٹی** مہاراجہ گلاب سنگھ اپنی طرف سے اور اپنے وارثوں کی جانب سے اقرار کرتے ہیں کہ جب فوج انگریزی کسی علاقہ کوہی یا علاقہ متصلہ علاقہ مہاراجہ میں جنگ آور ہوگی تو وُہ مع اپنی تمام فوج کے شامل فوج انگریزی ہونگے۔

**ساتویں** " مہاراجہ گلاب سنگھ وعدہ کرتے ہیں کہ وُہ کسی رعایا انگریزی یا کسی اَور رعایا یوروپ اور امریکہ کو انگریزی گورنمنٹ کی استرضا کے بغیر ملازم نہ رکھیں گے۔

**آٹھویں شرط** مہاراجہ گلاب سنگھ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ منتقلہ علاقہ کے باب میں عہدنامہ جداگانہ کی پانچویں وچھٹی و ساتویں دفعات کی منشا کا جو انگریزی سرکار اور دربار لاہور کے مابین گیارہویں مارچ ۱۸۴۶ء کو ہوا ہے لحاظ رکھیں گے۔

**نویں ایضاً** انگریزی سرکار مہاراجہ گلاب سنگھ کی مدد انکے ملک کی حفاظت کے لئے دشمن غیر کے مقابلہ میں کریگی۔

**دسویں ایضاً** مہاراجہ گلاب سنگھ انگریزی سرکار کی حکومت کو قبول کرتے ہیں اور انگریزی سرکار کی حکومت کا اقرار کرکے ایک گھوڑا [illegible] پشمی بز (چھ نر اور چھ مادہ) اور تین جوڑے شال پشمینہ نذر کے طور پر [illegible] کرینگے۔ **انتہیٰ**

علم **تواریخ** کے برابر دنیا میں مختلف قوموں اور گروہوں کی بابت اور انکی اصل حقیقت جاننے [illegible] ذریعہ نہیں ہیں۔ یہی سبب ان کے اقبال اور ادبار کے معلوم کرنے کے واسطے بھی **کسوٹی** ہے۔ عہدنامہ متذکرہ بالا کے دیکھنے سے پہلے اگر ہمارے پبلک اور دیگر حسن [illegible] میں ہم نے اپنی گورنمنٹ کی تاریخ سولہویں مارچ ۱۸۴۶ء [illegible] سالوں کی بابت لکھی ہے اور یہہ کہ مہاراجہ [illegible] کی حالت بھی جو عہدنامہ کے وقت خصوصاً موجود تھی درج کی ہے، تو صاف معلوم ہوتا ہے جس زمانہ [illegible]

شبہ نہیں رہتا کہ اس سارے عہدنامہ کا لب لباب یا جان پچھتر لاکھ روپیہ
ہے جس کی ہماری گورنمنٹ کو ضرورت تھی اور ضرورت بھی اشد۔ یا یوں کہیں
کہ جموں اور کشمیر کا دوام کے لئے انڈیپنڈنٹ رہنا خاص کر روپیہ کی ضرورت
کے واسطے تھا۔ اور اگر یہ بھی کہئے تو حق بجانب ہے کہ ہماری انگریزی سرکار
[illegible] ہاتھ جموں اور کشمیر کو بیچ سلطانی کر دیا ہے۔
[illegible] مذکور میں دس شرطیں ہیں۔ کوئی ایک بھی شرط ایسی نہیں
کہ متنازعہ ہو یا آئندہ ہو سکے۔ [illegible] ہیں۔ اسکی پہلی شرط ہی میں
[illegible] غیرہ کے الفاظ ایسے ہیں کہ رزیڈنٹ کے تقرر کی صاف نفی کرتے
ہیں۔ لیکن ہم اس پر [illegible] کیونکہ گویا اہالیان دربار جموں
اور کشمیر اور خود مہاراجہ صاحب حال اور اہل الرائے کی رائے یہ ہو گئی
[illegible] ہے کہ ہم رزیڈنٹ کے تقرر کے مخالف ہیں۔ اور ہمارے اس
[illegible] کے ثبوت میں ہمارے پاس بہت معقول وجوہات موجود ہیں۔ ان
بالا چند سطروں میں ہمارا مقصود یہ تھا کہ عہدنامہ سے رزیڈنٹ کا
تقرر ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ گورنمنٹ کو اس وقت روپیہ کی ضرورت تھی
اور مہاراجہ صاحب [illegible] تھا اور علاوہ اسکے وہ نہ صرف
بلحاظ اپنے خاندان کے ملک داری کی لیاقت رکھتے تھے بلکہ ان میں ذاتی
طور پر بھی ملک داری کی لیا[illegible] اس پر انگریزی اخبار والوں

کا چناں اور چنیں کہنا جائز نہیں بلکہ ہرگز جائز نہیں۔ اب ہم
ریذیڈنٹ جموں اور کشمیر کے وجود کے بارہ میں ایک بحث کرتے ہیں کہ آیا
اس کا تقرر ریاست کے حق میں مفید ہے؟۔

| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | |
|---|---|---|---|---|
| نمبر شمار | نام ریاست | آبادی | آمدنی | [illegible] |
| (۱) | اودے پور راجپوتانہ | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۲) | جے پور | ایضاً [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۳) | جودھ پور | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۴) | بوندی | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۵) | کوٹہ | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۶) | ٹونک | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۷) | جھالاور | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۸) | کرولی | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۹) | کشن گڑھ | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۱۰) | دھولپور | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۱۱) | بھرت پور | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۱۲) | الور | [illegible] | [illegible] | [illegible] |

| نمبر شمار | نام ریاست | آبادی | آمدنی |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| (۱۳) | بیکانیر راجپوتانہ | ۵۳۹۰۰۰ | ۹۰۰۰۰۰ |
| (۱۴) | جیسلمیر ایضاً | ۷۳۷۰۰ | ۵۰۰۰[illegible] |
| (۱۵) | سروہی | ۵۵۰۰۰ | [illegible] |
| (۱۶) | ڈونگرپور | [illegible] | [illegible] |
| (۱۷) | بنسواڑہ | [illegible] | [illegible] |
| (۱۸) | پرتاب گڈھ | [illegible] | [illegible] |
| (۱۹) | مجموعہ ویسٹرن انڈیا | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | کولاپور | [illegible]۳۶۱۵۶ | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۲۲) | کاٹھیاوار | ۱۳۷۵۶۸۵ | [illegible] |
| (۲۳) | گوالیار سنٹرل انڈیا | [illegible] | [illegible] |
| (۲۴) | اندور | [illegible] | ۳۰۰۰[illegible] |
| (۲۵) | بھوپال | [illegible] | [illegible] |
| (۲۶) | دھار | ۱۲۵۰۰۰ | ۳۳۷۰۰۰ |
| (۲۷) | ریوہ | [illegible] | ۳۳۵[illegible] |

ہے جیسے
وہ ریاستیں
ہیں جو بڑی
زور اور
انڈیپنڈنٹ
[illegible]
نفسہ
ایک ملک
بادشاهت
ہے -
ہیں یہ
بکھرا
نقد ریاستیں
بھی ہیں
ممکن کا
وجوہات
ہم نے

| نمبر شمار | نام ریاست | آبادی | آمدنی |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| (۲۸) | حیدرآباد دکن | [illegible]۹۶۸۰۰ | ۲[illegible] |
| (۲۹) | میسور | ۵۰۵۵۴۱۲ | ۱۰۸۴۰[illegible] |
| (۳۰) | ٹراونکور | ۱۱۶۳۶۴۷ | ۴۲۸۵۰۰۰ |
| (۳۱) | کوچین | [illegible] | ۱۰۵۷۴۹[illegible] |
| (۳۲) | نیپال | [illegible] | [illegible] |

نام اور اُن کی آبادی اور آمدنی نہیں لکھی کیوں کہ گو وہ بھی انڈیپنڈنٹ اور نامی گرامی اور متمول ہیں۔ مگر یہہ بھی مندرجہ حاشیہ ریاستوں کی شان کو نہیں پہنچتیں۔

یہہ سب بتیس ریاستیں یا تو ایجنٹ گورنر جنرل کے پولیٹیکل پاور میں ہیں یا رزیڈنٹ وہاں مقرر ہیں۔ کوئی بھی ایک بھی ایسی ریاست نہیں کہ جو دونوں انگریزی سرکار کے اعلیٰ عہدہ داروں کی زیر نگرانی نہ ہو۔ بلکہ اکثر ریاستوں میں ایجنٹ گورنر جنرل کا اسسٹنٹ یا رزیڈنٹ کا اسسٹنٹ رہتا ہے۔ مہاراجہ جموں اور کشمیر کے مغرور اور خودپسند اہلکاروں میں سے کوئی تو بتائیے کہ اُن میں سے ایک ریاست بھی سرکار انگریزی کے کسی نہ کسی عہدہ دار کی نگرانی میں نہ ہو۔ اگر سچ پوچھئے تو ان بتیس ریاستوں میں سے ایک ہندو صاحب

کی ریاستِ نیپال اور دوسری اہلِ اسلام کی ریاست دولتِ آصفیہ
حیدرآباد دکھن انڈیا کی کل ریاستوں کی سرتاج ہے۔ اور طرفہ ماجرا
[illegible] کہ یہہ دونوں ریاستیں نہ فقط اپنی عالیجاہی اور زور ہی میں
[illegible] ہر کی ریاستوں کی سرتاج ہیں۔ بلکہ وُہ انگریزی تاج
[illegible] بت پوری وفاداری اور وفاداری پر کامل فرمان پذیری
[illegible] اپنی ہمعصر ریاستوں میں فخر کا باعث ہیں۔ ریاست
[illegible] وں اور کشمیر ان [illegible] ریاستوں کے مقابل کیا ہستی رکھتی ہے
سوائے مہاراجہ صاحب حال اور اُنکے اہلکاروں کے سادہ پن
کے اور کیا سمجھا جائے کہ وُہ کیوں جموں اور کشمیر میں رزیڈنٹ کے
[illegible] رہنے سے خوش نہیں یا یوں کہیں کہ نالاں [illegible] مانا کہ ہمارے
مہاراجہ صاحب فرمانروائے [illegible] اور کشمیر کو نوجوانی کی وجہ سے
[illegible] ہیں۔ تو کیا اُنکے سن اور سالخوردہ اہلکاروں کو بھی اس
روشنی کے زمانے میں دُنیا کا حال معلوم نہیں۔ اس موقع پر خواہ
نخواہ یہہ سوال جو کسی قدر دلچسپ [illegible] پیدا ہوتا ہے کہ کس رزیڈنٹ
سے کس ریاست کو ضرر پہنچا۔ ہم اس سوال کو ذیل کی سچی تحقیقات
سے حل کرتے ہیں:-

دوم مندرجہ ذیل دو ریاستوں پر معترض اہلِ ہند کا بڑا زور ہے۔ جن کو

اُنکی دانست میں رزیڈنٹیوں نے بگاڑا - ہندوستانیوں کے دلوں سے یہ خیال ابھی تک دور نہیں ہوا البتّہ کم ہو گیا ہے - ہم سمجھتے ہیں کہ زمانے کی روشنی بہت جلد اِس پوائینٹ سے بھی اُن کی تسکین کردیگی -

(الف) ٹہرا اعتراض ملکِ اَودھ کے الحاق پر اور محمّد واجد علی شاہ بادشاہ کے بے تاج وتخت کر دینے پر ہے - بات یہ ہے کہ جب صوبۂ اَودھ ۱۸۵۶ء میں شامل ملکِ انگریزی کرلیا گیا - اور ضلع بندی وغیرہ بھی ہوچکی - اور ۱۸۵۷ء کا طوفانِ بے تمیزی بھی بہ خوبی رفع اور دفع ہو چکا - تو اَودھ کے مشہور اور بدنام (مگر بے قصور) رزیڈنٹ کرنل سر ولیم سلیمن کے ڈسپیچ نکلے اور پھر ہماری انگریزی گورنمنٹ کی اقتضاء دیانت نے اسکو مشتہر بھی کر دیا - اِس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ صاحبِ موصوف نے ملکِ اَودھ کی نہایت ابتری اور بد انتظامی کی بُری بُری پُرزور رپورٹیں کیں جن کی بنا نہ صرف سلیمن تھیوری* پر تھی بلکہ بالکل **فیکٹز** پر تھی - ہندوستانی نامور مؤرخوں نے بھی اپنی اپنی تصنیفات میں اَودھ کی بد حالی اور پرلے درجہ کی بربادی کو بالکل ایمانداری سے مان لیا ہے جو مؤرخ کی سب سے

* **فُٹ نوٹ** ایک محقق کی نظر میں کسی امر کے اثبات کے اسبابِ لمّی اور اِنّی اسکو اس محقق کی تھیوری کہیں گے ۱۲ منہ

اعلیٰ درجہ کی صفت ہے - منجملہ اُن مُصنّفوں کے ایک سیّد آقا حسن نامی رضوی لکھنوی مُورّخ ہیں جنہوں نے حضورِ عالی جناب آنریبل مہاراجہ سر دگبجے سنگھ کے سی ایس آئی والیٔ بلرامپور اودھ (حال بیکنٹھ دہام) کی تاریخ لکھی ہے جسکا نام **احسن التواریخ** ہے - اُسمیں بہت ہی مفصّل انتزاعِ سلطنتِ اودھ کی وجوہات لکھی ہیں - جنمیں سوائے ظلم اور ستم کے جو بادشاہ سلامت کی عدم توجّہی سے ساکنانِ اودھ پر نازل تھے ایک وجہ بھی کسی اَور امر نہیں بہت طول ہوجاتا ورنہ ہم یہاں اُن وجوہات کو نقل کرتے - غرض گورنمنٹ ریذیڈنٹ ممدوح کی رپورٹیں بھی بجا تھیں بیجا نہ تھیں - اعلیٰ درجہ کی گورنمنٹ کا جس کو خدا نے فلک شوکت بنا دیا پرلے درجہ کا بے ایمان پن ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ رعایا کو جو اُسی خدا کی برایا ہے جس کو اُس نے اُسکا وارث بنایا ظلم کے طوفان میں رہنے دے اور بیٹھا تماشا دیکھے - اور ایسے ریذیڈنٹ کا بھی سخت کمینہ پن ہے کہ ایسے ظلم دیکھے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لے - ایسی گورنمنٹ اور ایسے ریذیڈنٹ کی ایسی آنکھیں پھوٹ جائیں جو ظلم دیکھے اور کچھ بندوبست نہ کرے -

مگر اس اعلیٰ درجہ کے مدبر اور دور اندیش رزیڈنٹ (کرنل سر
ولیم سلیمن) نے جس زور شور سے ظلم اور ستم کی رپورٹیں کیں اس
سے صد چند موثر زور شور سے یہہ بھی **مشورت** دی [illegible]
ہرگز! ہرگز!! ہرگز!!! صوبۂ اودھ کا الحاق نہ کیا جائے۔ [illegible]
اسی صوبہ کے حق داروں میں سے ایک کو [illegible]
قابل ہو اسکو سپرد کر دیا جائے۔ مگر افسوس کہ اس وقت [illegible]
منسٹری نے اپنے با تدبیر رزیڈنٹ کی دانشمندانہ صلاح پر عمل
نہ کیا۔ اور لاریب **بیجا** کام کیا اسکو الحاق ہی کر لیا۔ علاوہ
صوبۂ مذکور کے [illegible] محمد واجد علی شاہ بادشاہ کو
جو ایک دولا یا گھنیا جی کا اوتار تھے پنشن دے دینی اور کسی
اور ذی حق شاہزادے کو تاج اور تخت عطا کرنے سے گورنمنٹ
[illegible] منشا پورا ہو جاتا۔ اس بیجا کام کا خمیازہ کیا
تھا؟ ۱۸۵۷ء کا غدر۔ آہ! اسکا خمیازہ کیا ہونا تھا۔ ملک اودھ
کا ظلم دور کرتے کرتے جو **بے تدبیری** سے کیا گیا ہے
ہندوستان کے تمام صوبوں [illegible] اور مصیبت [illegible]
ٹوٹ پڑے۔ اگر انگریزی گورنمنٹ پہ خدا کا سایہ نہ ہوتا تو بچنا
بالکل ناممکن تھا۔ بے تدبیریوں کا نتیجہ نہ ایک بار بلکہ ہر بار نہیں

ایسا ہی سب ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے لیٹ ویسرائے اور گورنر
جنرل انڈیا لارڈ لٹن کی پالیسی کا نتیجہ افغانستان پر دوسری
چڑھائی میں ہوا۔ ہم اس امر کو ایک بار نہیں سو بار تسلیم کرتے
ہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو جھٹ پٹ ریاستوں کو شامل کر لینے
کے لئے **تنبیہ** بھی وہ ہوئی کہ نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ خدا قیامت
تک پھر نہ دکھائے۔ تیس ۳۰ برس سے ہماری گورنمنٹ کی رفتار
حد سے زیادہ دھیمی ہو گئی بلکہ حد اوسط سے بھی تفریط کی طرف
جھکی ہوئی ہے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ہماری نظر میں نہ
... لارڈ لٹن کی پالیسی افغانستان ... ہی کمزور اور بودی
تھی۔ ہمارے ... اور گورنر جنرل **لارڈ ڈفرن**
کی پالیسی الحاق برما کے بارے میں بھی شاعر اور ناول نویس
لیٹ ویسرائے کی پالیسی کی سی ہی ہے جو اس بچپلی حرکت سے
نتیجے نکل سکتے ہیں وہ گورنمنٹ کو کچھ کم بدنام کرنے والے نہیں
غیر برما کے میدان ہونے سے ... برس تک کئی ایک مفسد
(اور بے شک شریر اور لاپرواہ اور مغرور اور ظالم بھی) ریاستیں
ذرا بچ رہیں گی۔

کہو **پنجاب سرہی دیو** کے ناظرین باتمکین صوبہ اودھ او

اُسکے رزیڈنٹ کا دلپذیر مگر عبرت ناک ماجرا سُنا کہ اُسکے یک بیک الحاق سے ہماری گورنمنٹ کو کیا کیا ثمرے ملے - جموّں اور کشمیر کے والی مہاراجہ اور اُنکے اہالیانِ دربار رزیڈنٹ سے ڈرتے کیوں ہیں - کشمیر میں جو ظُلم اور ستم ڈھایا جاتا ہے کیا پنجاب ری ویو کو اُس سے نامحرم سمجھتے ہو - نہیں گِزہ نامحرم نہیں وُہ خوب جانتا ہے جو جو قطر میں درکار ستانیاں اہلکاروں کی بدولت ہو رہی ہیں - آؤ باز آؤ اب ہی باز آؤ تمہارے دل میں کیوں چور ہے - وُہ بتیّس ریاستیں جنکا ہم نے تذکرہ کیا ہے اور جن کی فہرست تمہاری آنکھوں کے روبرو رکھ دی ہے وُہ ہرگز نہیں ہیں پھر تُم کس لئے کانپتے اور تھرتھراتے ہو - تمہارا نہتا ورجہ کا ظُلم ایک نہ ایک دن تم پر ایسا وقت لائے گا کہ تم ہی کیا یاد کروگے - دولتِ آصفیہ حیدرآباد دکھن جیسے اہلکار منگواؤ اور یہہ کہ وُہ نا پید نہیں - پھر ایک رزیڈنٹ نہیں بیس رزیڈنٹ مُقرر ہوں تم کو اُن سے ذرا بھی ضرر نہ پُہنچے گا - جیسا کہ مذکورہ بالا ریاستوں کو نہیں پُہنچتا - دیکھا دولتِ آصفیہ کے مدار المہام جنت آشیان نے وفاداری سے گورنمنٹ گورنر جنرل ... موصوف پر شیدا اور فریفتہ کر لیا -

(ب) اودھ کے الحاق کے معاملہ سے دوسرے درجہ پر ... بڑودہ

فُٹ نوٹ جموّں کشمیر والے اہلکاروں کو اگر کچھ شعور ہو اور اگر کچھ عقل ہو تو وہ اس بات کو یاد کریں کہ اِس پولیٹیکل نے ۱۸۵۸ء میں مسٹر جارلس بنا ندرش جیسے رزیڈنٹ کو پنس آف ویلز والے معاملہ میں شکستِ فاش دی تھی - دیکھو ... وکیلِ ہند کی جلد سوم ۱۸۷۹ء - منہ

کی بابت اعتراض ہے - اور وہ اعتراض بھی صرف یہہ ہے کہ
مہاراجہ ملہار راؤ کو ریاست سے الگ تھلگ کردیا - بات
اتنی ہی ہے کہ وہاں کے رزیڈنٹ کرنل فیر نے رپورٹ کی کہ مہاراجہ
[illegible] ملازموں کے ذریعہ سے مجھے زہر دلوادیا - لیٹ
وائسرائے اور گورنر جنرل انڈیا لارڈ نارتھ بروک نے (جو فی الجملہ
حلیم اور نیک سرشت افسر ہیں) اس الزام کی ایک ایسی کمیشن سے
تحقیقات کروائی کہ اسکے ممبر عالیجاہ والیان ریاست ہی تھے
کمیشن نے مہاراجہ صاحب کو اس الزام سے بری کردیا - پھر وائسرائے
[illegible] نے رزیڈنٹ موصوف کو تو عہدہ مذکور سے برخاست
کردیا مگر اس دار و گیر میں مہاراجہ صاحب کو بھی نہ چھوڑا - یعنے
ان کو ریاست سے جدا کردیا - لیکن ریاست مذکور کو الحاق نہ
کیا بلکہ اس گدی کے حق داروں میں سے ایک کو منتخب کرلیا -
[illegible] بڑے لائق فائق اور مشہور معروف انگریزی افسر ملول صاحب
کو وہاں کی رزیڈنسی کے عہدہ پر مقرر کردیا - اور علاوہ اسکے نہایت
قابل ہندوستانی عہدہ دار سر ٹی مادھو راؤ کو وہاں کا دیوان
مدار المہام بنا دیا - ان دونوں افسروں کی لیاقت اور
دیانت کی وجہ سے پھر آج تک وہاں کوئی امر اعتراض والا نہ پیدا ہوا

اُردو اخبار والوں نے اس پر بُری ہی لے دے کی - اور ہندوستانی لوگوں نے جو اپنے آپ ہی میں اہل الرائے بنے پھرتے ہیں بہت ہی زہر اُگلی - لیکن بات در اصل کُچھ بھی نہ تھی - لارڈ نارتھ بروک کی رائے بیجا نہ تھی - مہاراجہ ملہر راؤ کو یا تو مخبوط الحواس کہنا زیادہ گوئی نہیں - یا یہہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اُن میں مُلک داری کے گراں بار کے اُٹھانے کا مادہ اور سلیقہ ہی نہ تھا - حالانکہ یہہ ایک صداقت ہے کہ تاجدار ہی کو سب سے زیادہ بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے - اہلِ (روم) میں درحقیقت جہانگیر اور قریباً دُنیا بھر کے فرماں روا برباد ہو گئے - اگر مسٹر ایڈورڈ گبن کی کتاب دیکھی جائے (یہہ وہ مؤرخ ہے جس نے روم کبیر کی بہت مفصّل تاریخ لکھی ہے) کوئی جانتا تک نہیں - بیچارہ ملہر راؤ کہ اُنکے مقابل کچھ ہستی اور کچھ وجود ہی نہیں - یہہ دُنیا بھر کے حکمران برباد کیوں ہوئے ؟ - انہیں کرتوتوں سے جو مہاراجہ ملہر راؤ کرتے تھے - سلطنت لاکھوں میں بیٹھی آمدنی کا بڑا حصّہ پہلوانوں کی کُشتی اور جانوروں کی لڑائی اور ناچ رنگ میں صرف ہوتا تھا - اور بیچارے سترہ لاکھ آدمیوں کی کمائیوں اور دوہی تباہ جاتی تھی - رعایا کا

یہہ حال تھا کہ گویا دُنیا میں کوئی خدا کوئی پرمیشور سرب شکتمان
پرم آتما جوتی سرُوپ کرپالو دیالو دیناناتھ رکھتے ہی نہیں تھے۔
ایسے خرمن پر آگ نہ برسے تو کیوں نہ برسے اور ایسا جہاز پہاڑ
سے ٹکرا ٹکرا کر چُور چُور نہ ہو تو کیسے نہ ہو - انگریزی سرکار کی
ہوم گورنمنٹ یا سکرٹری آف سٹیٹ انڈیا یا سنگین مزاج لارڈ
نارتھ بُرک کو خواہ نخواہ بدنام کرنا زیب نہیں دیتا - گو بلحاظ
(ایشیا کے) آج قومیت خیر آزادی ہی سہی جس کی وجہ سے جو کچھ بھلا
بُرا کہا جاتا ہے اُسکا انٹرسٹ نہیں لیا جاتا - پھر بھی انسانیت کا
شیوہ یہہ نہ ہونا چاہیئے کہ بھلے مانس کے تو سر ہو جائیں اور مُتفنّی
اور بد اندیش سے دُم دبائیں -

غرض کہ **برودہ** کے معاملہ میں بھی گورنمنٹ انگریزی کا
کوئی قصور نہیں - بلکہ اگر آپ سچ پوچھنا چاہتے ہو تو ہم یہہ کہیں گے
کہ ریاستِ برودہ کے معاملے سے ہمارے والیانِ مُلک کو **کان**
ہو گئے ہو اُن کے حق میں اکسیر کا کام کرینگے - ہمارے اُلٹے
ہندوستانی مُلچّے ہندوستانی چھینکڑے ہندوستانی جو ریاستوں
میں گھُسے ہوئے ہیں انگریزی گورنمنٹ کا جب نام لیتے ہیں
تو کافر بوزنہ اور تیمچہ کے نام سے پکارتے ہیں - وہ اپنی کوتہ اندیشی

[illegible] ہمیں ہمارے نزدیک اسی میں اپنا رسوخ سمجھتے ہیں۔ اگر
[illegible] سمجھ لیجئے کہ لیاقت کچھ سمجھ ہو تو اپنے گھر کو صاف رکھیے
[illegible] گورنمنٹ سے جسکو خدا نے وقت کا بادشاہ مقرر کیا ہے
[illegible] میں جل رکھیں۔ جو ایک اہل دوسرے اہل سے رکھتا ہے
اور ایک لائق دوسرے لائق کو جانتا ہے اور ایک سمجھدار دوسرے
سمجھدار کو پہچانتا ہے۔ نہ کہ اپنے دوست اپنے تما اپنے سرپرست
کو گندے الفاظ سے یاد کرکے اشتعال دلائیں اور پھر ان
کی شکایتوں کے دفتر کھولیں۔ تم بہت جلد کیوں بھول گئے کہ
شہاب الدین غوری نے تمہارے باپ دادوں اور بہنوں
کا کیا حال کیا۔ محمود غزنوی نے کیا کیا۔ اچھا اورنگزیب شہنشاہ
اورنگ زیب عالمگیر نے کیا کیا ستم ڈھایا۔ تم سوائے اسکے کیا جواب
دوگے کہ ان حملہ آوروں نے آخر کیا پھل پائے۔ یہ سچ ہے کہ
انہوں نے اچھے پھل نہ پائے جیسا کیا ویسا پایا۔ مگر بات یہ
تو یہ ہے کہ کیا انگریزی گورنمنٹ نے تمہارے ساتھ ویسے ہی
سلوک کئے جو شہاب الدین غوری اور محمود غزنوی اور اورنگزیب
عالمگیر نے کئے ؟۔ انگریزی گورنمنٹ کے بااختیار اور اعلیٰ درجہ کے
افسروں کی ہماری دیسی ریاستوں کے بارہ میں یہ رائے

ہے کہ انگریزی سرکار ایک جسم ہے تو ریاستیں اُسکی ہڈی ہیں۔ جسم کو ہڈی کے بغیر قیام نہیں۔ انگریزی گورنمنٹ بھی انکو اپنے تاج اور تخت کا قیام جانتی اور مانتی ہے۔ اِس صدی کے اوائل میں اپر انڈیا کے معرکوں میں جو ریاست انگلستان اور ہندوستان کے تاج اور تخت کی ممدّ رہی اُسکو ایک ارسطو جاہ انگریزی افسر ڈیوک آف ولنگٹن نے یہی لقب دیا۔ اور ولیسٹرن انڈیا میں دوست ریاستوں کو جنرل لیک ایک مشہور مدبر انگریزی افسر نے بھی یہی لقب اُنکو دیا۔ مختصر یہہ ہے کہ وہ ریاستیں جو اپنا انتظام انگریزی انتظام کے لگ بھگ رکھتی ہیں اور یہہ کہ وہ آزمائی ہوئی وفادار ہیں۔ وہ انگلستان کے تاج میں چمکدار ہیرے ہیں اور ہندوستان کے تخت کے لئے مضبوط رکن۔ ایسی ریاستوں کو رزیڈنٹ گویا ایک وزیر باتدبیر مل گیا وہ اُس سے اندیشہ کیوں کرینگی۔ اب ہم اِس ضروری بحث کو چھوڑ کر اس امر پر گفتگو کرتے ہیں کہ کن کن ریاستوں کو رزیڈنٹ وغیرہ کی وجہ سے فائدے پہنچے اور یہہ کہ کیا کیا فائدے پہنچے۔

سوم ہم کو کامل تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ برخلاف شورہ پُشت لوگوں کی رائے کے انگریزی گورنمنٹ نے ریاستوں کی کامل طور پر نگہبانی اور حفاظت

# تعلقات

[illegible] کرنے [illegible] سے جو نتیجے نکلے وہ ریاست کے حق میں
[illegible] اس کی [illegible] ہمیں کی اولاد در اولاد کی اولاد تک
[illegible] ثابت ہوئے۔ نہیں تو اکثر ریاستیں ایسی گرداب میں پڑ گئی
تہیں کہ انگریزی گورنمنٹ کے سہارے کے بغیر اُنکا نکلنا محال ہی
نہیں بلکہ غیر ممکن تہا۔ ایسی حالتوں میں ہندوستانی اہلکاروں میں وہ
دیانت کہاں کہ اُنکو بچا سکیں اور ایسی لیاقت کہاں کہ قدیمی رعب داب
کو قائم رکہیں۔ یہہ دیانت اور لیاقت انگریزی اعلیٰ افسروں پر ختم ہے
صوبہ پنجاب کے متعلق بیش ریاستیں اِنڈیپنڈنٹ ہیں جو اِس صوبہ کے
لفٹنٹ گورنر کے ماتحت ہیں۔ اُن میں سے خاص وجوہات پر (اِن

(۱) بہاولپور — چند سالوں میں) چہہ ریاستیں انگریزی رزیڈنٹوں
(۲) کپورتھلہ — کے سپرد کی گئیں۔ پہلے ہیں اشد ضرورت انگریزی
(۳) چمبہ — رزیڈنٹ پر بھی اِنکا انتظام دیسی عہدہ داروں
(۴) سکیت — کے سپرد رہا۔ مگر اُنکے باہمی نفاق کے سبب
(۵) پٹودی — (جو بدنصیب ہندوستانیوں کا خاص خاصہ
(۶) مالیر کوٹلہ — ہو گیا اور ہو رہا ہے) ثابت ہوا کہ انگریزی رزیڈنٹوں

یا ایجنٹوں کے بغیر ریاست میں امن اور عمدہ انتظام ناممکن ہے۔ ہم
پہلے تین ریاستوں کا تذکرہ کرینگے باقی تین کا حال طول کلامی کے خوف

اس وقت ملتوی کر دیں گے۔

چنانچہ کرنل لیولڈ جان ھنری گرے صاحب سی ایس آئی بالقابہ (جو آن کل دہلی ڈویژن کے اضلاع کے کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ ہیں) ریاست بہاولپور کے رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور مسٹر ھنری لیپل گریفن صاحب کے سی ایس آئی (جو اب سنٹرل انڈیا کی ریاستوں اندور گوالیر بھوپال وغیرہ وغیرہ میں رزیڈنٹ ہیں) ریاست کپورتھلہ کی رزیڈنسی پر تعینات کئے گئے اور ایک مشہور افسر کرنل رڈل صاحب چمبہ کی ریاست کے رزیڈنٹ بنائے گئے ان افسروں کی وقتاً فوقتاً بضرورت تبدیلیاں بھی ہوا کیں۔ کپورتھلہ میں میکورتھ ینگ صاحب بھی رہے جو ان ایام میں پنجاب گورنمنٹ کے سکرٹری اعظم ہیں۔ اور مرد از صاحب بھی رہے جو اب ضلع کانگڑہ پنجاب کے ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اور ابٹسن صاحب بھی رہے جو پچھلے دنوں پنجاب کی مردم شماری کے کمشنر اور قائم مقام ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بھی تھے۔ اور اب میجر میسی صاحب ہیں جو امرتسر اور جالندھر کے ایک مدت ڈپٹی کمشنر رہ چکے ہیں۔ اور چمبہ میں برنی صاحب بھی رہ چکے ہیں جو ان دنوں پنجاب چیف کورٹ کے جج ہیں اور کرنل مارشل صاحب بھی رہے جو اب دولت آصفیہ حیدرآباد دکھن میں مشیر حضور نظام ہیں۔

(۱۷) ریاست بہاولپور کا انتظام نواب صاحب حال کی نابالغی

صاحب کے اشغال بعد جب کہ ریجنسی کونسل سے کام
ہو سکا بلکہ اُنکے باہمی نفاق اور حسد اور بدنظمی اور نیز اُن کے
... وغیرہ سے جو ہندوستانیوں کے لازم ملزوم ہیں
... بڑھ گئی، تو صاحب ممدوح کے سپرد ہوا۔ اُس وقت ریاست
کی آمدنی کا کچھ بھی ٹھیک پتہ نہ تھا۔ اگر تھا تو یہ کہ چودہ لاکھ روپیہ
سے بھی کم۔ صاحب موصوف نے بیس لاکھ تک کر دی۔ اور
گزرے زمانوں کی نسبت رعایا کو بھی آسودہ کر دیا۔ آٹھ سو دس
میل ... جو تعداد میں چوالیس ہیں علمی اُصول کے مطابق کھدوائی
اور اُن سے کام لیا۔ دو سو اُنتیس کنوئے بنوائے اور یہ کہ پختہ۔
جہاں نہر نہ پہنچ سکتی تھی وہاں کنوؤں سے کام لیا۔ جرائم
میں کمی ہو گئی۔ ورنہ ریاست سے جو برسوں سے ابتری اور فتور
تھا اور متواتر غدر ہو ہو جاتے تھے ممکن نہ تھا کہ یہ ویرانی
دور ہو۔ محاصل وصول نہیں ہو سکتا تھا۔ صاحب ممدوح نے
پختہ سڑکوں اور پلوں اور عمارتوں سے جو مفید عام اور
خاص ریاست اور رئیس ہیں ریاست کو آباد کر دیا۔ پانچ لاکھ
بیگھہ اراضی جو بنجر تھی مزروعہ و آبادی کی گئی۔ ڈیڑھ سو میل تک
ریلوے کی سڑک ریاست میں بنایا ہوئی ہے۔

کرنل گرے صاحب بالقابہ نے نہیں چاہا کہ محاصل بچا کر جمع کریں گویا رئیس کے لئے تو بیکار خزانہ مہیا رہے جو محض فضول خرچی و عیش ذاتی کی ترغیب دے اور بیکس بیکس مُپرس رعایا کو ہاتھ اور آنکھیں باندھ کر کھاری سمندر میں ڈلوا دیا جائے۔ صاحب ممدوح نے بہاولپور کے ساتھ ایک ایسا سلوک کیا جو ایک دانا اور دُور اندیش سرپرست اپنے نابالغ کے ملک میں انتظام کرتا ہے۔ اخراجات (وہ بھی ضروری بلکہ اشد ضروری) ریاست سے جو روپیہ بچا اُسے ایسے کاموں میں لگایا جن کا تذکرہ ابھی ابھی ہو چکا ہے جو ریاست کے حق میں کئی پشت تک اکسیر کی مانند کام دے۔ بہاولپور کی درہمی برہمی مشہور ہے۔ اور یہ کہ جدال اور قتال ریاست کا ایک مشغلہ تھا۔ اب ہم جموں اور کشمیر کے مہاراجہ صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ ہماری عالیجاہ انگریزی گورنمنٹ کا **تعلق** (جو بفضلِ خدا تیس کروڑ آدمیوں پر حکومت کرتی ہے یا یوں کہیں کہ سطح زمین کا ساتواں حصہ اُسکے قبضۂ اقتدار میں ہے اور یہہ سلطنتِ ہند تو اُسکا صرف آٹھواں حصہ ہے) ریاستِ **بہاولپور** سے نقصان کا باعث ہوا یا فائدہ کا؟۔

بمقابلہ ریاستوں کے ساتھہ انگلش گورنمنٹ ایک درمند
باپ کی مانند جو اپنے فرزند کے ساتھہ تپاک رکھتا ہے سلوک
نہیں کرتی؟ ہمارا یہہ فقرہ اِس زمانہ کے نامہ نگاروں سے
متعلق سمجھنا چاہئے - ہم ہز ہائینس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر
کی طرف خطاب کرکے التماس کرتے ہیں کہ آپ کس پر بھولے
ہیں - انسان کی عمر خواہ کوئی کیوں نہ ہو ہمیشہ خوشی اور خرمی
سے نہیں گزرتی - اور یہی ایک ایسا امر ہے کہ انسان کو گویا خوش نصیب
کہنا چاہئے - کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو وُہ آرام اور غفلت میں بسر
کرکے جفاکشی اور دُور بینی کا مادّہ ہی اپنے میں سے بشرطیکہ
قدرت نے اُسکو دیا ہوا ہو کھو بیٹھے گا - جیسے کہ آپ نے پنجاب ریویو
سے ابھی سُنا ہے کہ محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہِ اودہ اور مہاراجہ
ملہار راؤ رئیس بڑودہ اپنے ہی اِس قسم کے کرداروں سے بےتاج
و تخت اور بے مُلک ہوئے - غرض کہ ریاستِ بہاولپور کی طرف
خاص توجہ اور کرنل گرے صاحب بالقابہ جیسے نیک نہاد اور قابل
افسر کی تقرری ایک اَور بُنیاد پر بھی ہوئی - وُہ یہہ کہ جنت آرامگاہ
جنرل سر ہربرٹ اڈورڈز کے سی بی - کے سی ایس آئی سابق
ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے آں روئے ستلج ریٹیالہ نابہ جیند

مالیر کوٹلہ وغیرہ وغیرہ) اور کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ اضلاعِ انبالہ ڈویژن
نے اپنی مشہور کتاب بخدمتِ یک سالہ برسرحدِ پنجاب میں ریاست
بہاولپور کی وفاداری کا حال لکھا ہے - جو ریاستِ مذکورہ سے
۱۸۴۹ء میں بمقامِ ملتان ظہور میں آیا تھا جب کہ جنرل صاحب
موصوف دیوان مولراج خلفِ دیوان ساون مل صوبہ دار مہاراجہ
رنجیت سنگھ کی بغاوت کو روک رہے تھے - چوں کہ وفاداری
میں ایک ایسی نیچرل اٹریکشن ہے کہ جس کے ساتھ کبھی جائے فرو
ہی اُسکو کھینچتی ہے - اِس لئے اُس نے جنرل صاحب ممدوح پر اپنا
اثر جو یہی جادو ہے اَور کوئی شیے نہیں کیا - اور اُس اثر سے
ہماری گورنمنٹ ہی فریفتہ ہوگئی - ذرا شبہ نہیں کہ ہماری گورنمنٹ
وفاداری پر لٹو بلکہ سچی ہو عش ہے ہیں . ریاستِ بہاولپور کو وہ
کیوں مصیبتوں سے نہ بچائے -

(۳) ریاست **کپورتھلہ** کا انتظام راجہ کھڑک سنگھ انگلش گورنمنٹ
کے ہم زمانے ہوئے دوست راجہ رندھیر سنگھ اہلوالیہ کے بیٹے)
کی سخت بیماری کی وجہ سے اَور طور پر کرنا پڑا - پہلے دیسی ممبروں
سے ایک کونسل مقرر ہو کر اُنکے سپرد ہوا - لیکن اُنکی باہمی معمولی
مخالفت کی وجہ سے جو بدنصیب ہندوستانیوں کا ایک خاصہ

[illegible]، انگریزی ریذیڈنٹوں کی زیر نگرانی رجن کا ناظم ہی ہوتے ہیں) رہا کیا۔ ہم اِس ریاست کے متعلق رزیڈنٹی کے عہد کا دو سال جمع خرچ کا حساب بتاتے ہیں اور ۱۸۵۸ء سے ابتدا سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ اِس ریزیڈنٹ کو سپرنٹنڈنٹ بھی کہتے ہیں۔

جب ریاستِ مذکور کا چارج انگریزی رزیڈنٹ کو ملا تو اُس کی آمدنی سات لاکھ روپیہ نہ تھی۔ البتہ چار لاکھ روپیہ آمدنی اُس حصہ ملک کی بھی تھی جو کپورتھلہ کے متعلق رہا یوں کہنا چاہیئے کہ وہ علاقہ جو راجہ رندھیر سنگھ کو غدر کے ایام کی وفاداری کے عوض ملا تھا) صوبہ اودھ میں واقع ہے۔ اب اُسکی آمدنی اُنتیس لاکھ روپیہ سے تئیس لاکھ تک ہے۔ جرائم بھی کم ہوتے ہیں۔ ہر سال قریباً دو لاکھ روپیہ **مفیدِ عام** عمارتوں (پل اور سڑک وغیرہ) پر صرف ہوتا ہے۔ اور یہ کہ رعایا سابق کی نسبت خوش حال ہی ہے۔ ساٹھہ لاکھ ایکڑ بنجر زمین کا مزروعہ کیا گیا ہے۔ باوجود اِن خرچوں کے بارہ لاکھ روپیہ آگرہ بنک کی ڈپازٹ میں ہے۔

۱۸۶۷ء سے اب تک کا حال ہم بوجوہات عمداً چھوڑتے ہیں تاکہ

[redacted]

ہم کو پھر ریاست کی ذات پر نکتہ چینی نہ کرنی پڑے۔ ہم اس ریاست کے پانچ پشتوں سے قانون گو ہیں۔ اور یہہ کہ کئی پشتوں سے نمک خوار بھی ہیں۔ اور ۱۸۷۵ء میں جو سر ہنری ڈیوس صاحب کے سی ایس آئی کا دور لفٹننٹ گورنری تہا ہم اپنے اخبار وکیل ہند میں اِس ریاست کے بڑے بڑے معاملات کے بارہ میں دفتر کے دفتر لکھہ چکے ہیں۔ اِس وقت ہم انسب نہیں سمجھتے کہ پرانے مُردے اُکہاڑیں۔ البتہ اِس رسالہ میں کبہی آئندہ اِس ریاست کی تاریخ لکھنے کے موقع پر کئی ایک دلپذیر اور دلچسپ پوائنٹ لکھیں گے۔ اِس وقت یاں اُن اُمور کے یاد دلانے کا مُناسب موقع نہیں۔

(۳) ریاستِ چمبہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ہے جسکی آبادی کوئی سوا لاکہہ ہے۔ اِس ریاست کو انگریزی رزیڈنٹ کے متعلّق کر دینے سے بھی راجہ صاحب (راجہ شام سنگھ) کی نابالغی کی وجہ ہے۔ یہہ ریاست بھی وقتاً فوقتاً کئی ایک مُتدین اور قابل خصوصاً عملی افسروں کی زیر نگرانی رہا کی جن کے نام ہم اُوپر یاد دلا آئے ہیں۔

ہم اِس ریاست کا حساب کتاب بہی دہ سالہ پیش کریں گے

میں متفرق و غیر ضروری اخراجات کم کئے گئے - ریاست
دو اڑھائی لاکھ کے مابین جو مقروض تھی سبکدوش ہوئی
یک نیم لاکھ روپیہ آمدنی سابقہ کی بجا (جو وہ بھی برائے نام تھی)
دو لاکھ تینتیس ہزار تک پہنچائی گئی - رعیت بھی مرفہ الحال
رہی - ستر ہزار روپیہ اوسط فی سال خرچ عمارت مفید عام
کے حساب سے سات لاکھ روپیہ صرف ہوا - پہاڑی پلوں اور
پہاڑی سڑکوں کی ملیاری میں ایسی دقتیں ہیں کہ میدان میں
انکا خیال تک بھی نہیں گزرتا - ریاست کو ان عمارتوں کی ایسی
ضرورت تھی کہ اگر یہہ نہ ہوتیں تو ایک واہیات پتھروں کا ملک
جو تھا تو ویسے کا ویسا ہی رہتا - اب چمنستان ہو جانے کے علاوہ
آمدنی کی ترقی انہیں عمارتوں اور سڑکوں کی وجہ سے ہر سال
ہو رہی ہے - راجہ شام سنگھ کی نابالغی کے ایام آئندہ کے
لیئے اُن کے اور اُنکی اولاد اور اُنکی رعایا کے واسطے محض یوروپین
ریذیڈنٹوں کی بدولت معراج کے دن ہو گئے -

اس ریاست کے اور حالات بھی (جو جموں اور کشمیر کی ریاست
کی ہمسایہ ماجائدہ ریاست ہے) لکھے جانے کے قابل ہیں - الّا
طول کلامی کا اندیشہ قلم کی روانی کو سچے واقعات کے لکھنے سے

بھی روکتا ہے۔

اب ہم تیسرے ضمن کو بھی جو نہایت مفصل اور مشرح لکھا گیا ہے یہاں
تمام کرتے ہیں۔ کیونکہ ہنوز ہماری منزلِ مقصود بہت دور ہے۔ عہدنامہ
جس کو ہم نے پیش کیا ہے لاریب وہ جموں اور کشمیر میں ریذیڈنٹ کے تقرر
کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر وہ ممانعت بھی نہیں کرتا۔ ہاں اِن دنوں ریاست
مذکور کے حالات ایسے نازک ہیں کہ بہاولپور کپورتھلہ اور چمبہ سے بھی حدّ سے
زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ اِن تینوں ریاستوں کے تو داخلی حالات سمہالنے
کے لائق تھے۔ جموں اور کشمیر کے تو دونوں داخلی اور خارجی حالات بڑے
بھاری انتظام کے قابل ہیں۔ جنکو ہم ذیل میں **چوتھے ضمن** کے تحت
کھلم کھلا بیان کرتے ہیں۔

**رابعاً** انڈیا کے سابق گورنر جنرل لارڈ آکلنڈ نو ۱۸۳۶ء میں تھے اُن
سے بھی پہلے انگلش نیشن کے ارسطو جاہ مدبروں کے خیالات یہہ تھے کہ
روس کی حملہ آوری کے لئے ہندوستان کے **تین دروازے ہیں**۔ بڑی

(پہلا) قندہار ہو کر — بڑی تجربہ کاریوں کے بعد ثابت
(دوسرا) کابل افغانستان — ہوا ہے کہ یہہ بات بالکل سچ ہے
(تیسرا) کشمیر — کیوں کہ کشمیر کا دروازہ ہمارے مہاراجہ
صاحب جموں اور کشمیر کے سپرد ہے اور قندہار کے دروازہ کی ہماری گورنمنٹ

...ہی ہے۔ دو کابل کے دروازہ کے نگہبان امیر عبد الرحمن خان ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قندھار کے قرب و جوار میں یعنے کوئٹہ سے لیکر پنجاب اور بمبئی اور کلکتہ کو ریلوے کے ذریعہ سے ملا دیا ہے۔ جس میں کروڑ ہا روپیہ کے صرف کی نوبت آچکی ہے اور ہنوز کروڑ ہا روپیہ کے خرچ کی توقع باقی ہے۔ کابل کے دروازہ کی نگہبانی کی بابت پہلے پہل امیر دوست محمد خان انکار کر چکے تھے۔ اور پھر امیر شیر علی خان نے انکار کیا۔ امیر دوست محمد خان کے انکار کا تو یہہ بندوبست کیا گیا۔ کہ اپریل ۱۸۵۵ء میں وہاں کے کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ جنرل سر ہربرٹ اڈورڈ زجنت آرا مگاہ کی خداداد لیاقت کی وجہ سے امیر غلام حیدر خان نے کابل کے دروازہ کی نگہبانی کا ذمہ لے لیا۔ یہاں تک کہ اس قابل افسر نے امیر صاحب کو خاص پشاور میں بلوا کر سر جان لارنس سے جو اس عہد میں پنجاب کے چیف کمشنر تھے ملاقات بھی کروا دی۔

امیر شیر علیخاں کے انکار پر گو ہماری گورنمنٹ کا کروڑہا روپیہ صرف ہوا اور ہزاروں جانیں بھی ضائع گئیں۔ مگر اُن کے انکار کی سزا اُن کو خوب دی گئی۔ امیر عبد الرحمن خان نے جب کابل کے دروازہ کی نگہبانی قبول کی تو بہت ہی **قیصرِ ہند** کی گورنمنٹ نے اُنکو امیر تسلیم کر لیا۔ ورنہ امیر صاحب

مہاراجہ دلیپ سنگھ خلف مہاراجہ رنجیت سنگھ والی سابق پنجاب کی طرح
ایک پنشن خوار تھے - صرف فرق یہہ تھا کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ ہماری
سرکار عالی وقار کے پنشن خوار ہیں اور امیر عبدالرحمن خان روس کے پنشن خوار
تھے - بلکہ یہہ امر ہم مانتے ہیں ہرگز انکار نہیں کر سکتے کیوں کہ پنجابی ویو
خود اُن دنوں وہیں تھا بلکہ فارن ڈیپارٹمنٹ متعلق پنجاب متعینہ پشاور میں
منسلک تھا - کہ امیر غلام حیدر خان کو ہماری گورنمنٹ نے روپیہ سے بڑی مدد
دی - ہمارے پُرانے شفیق اور خواجہ تاش ضلع پشاور کے ناظر مرزا محمد ابراہیم
ہر مہینے ایک لاکھ روپیہ کابل میں پہنچایا کرتے تھے - پھر یہہ اتحاد یہاں تک
بڑھا کہ میجر لمسڈن رسالہ اور پلٹن گائڈ کے بہادر کمانڈر اپنے سٹاف کے ساتھ
۱۸۵۶ء میں کابل میں جا کر رہے - یہہ اس لئے کہ فوج کابل کو انگریزی
فوجی قواعد سکھائیں - اور یہہ کہ صاحب موصوف بہت عرصہ تک وہیں رہے اور
جس خدمت پر مامور تھے بڑی خوبی اور جُرأت کے ساتھ نبہاتے رہے -
کچھ دن اسی قسم کا سلوک خود امیر شیر علیخان سے بھی ہوا کیا - یہی
وجہ تھی کہ وہ لارڈ میو مرحوم گورنر جنرل اور ویسرائے انڈیا کے عہد میں نہ
صرف امیر غلام حیدر خان کی مانند پشاور تک ہی آئے - بلکہ انبالہ تک پہنچے -
اور پھر امیر عبدالرحمن خان بھی اس امداد سے خالی نہیں رہے - کم سے کم
ایک کروڑ روپیہ انکو پہنچ چکا ہے - اگلے امیر صاحبان کو تو سامان جنگ

پڑانے طرز کا [illegible] گیا تھا اُنکو مارٹنی ہنری بندوقیں فوراً پہنچائی گئیں - اور [illegible] جب جون وُہ انگلش گورنمنٹ کے ساتھہ یکجہتی مگر بے ریا یکجہتی [illegible] رکھینگے پس سے بھی زیادہ دولت اور سامانِ حرب حاصل کرینگے - وُہ اپنے بزرگوں سے اِس خاص امر میں سبقت لیجائیں گے -

وُہ بھی شُبہ نہیں کہ کشمیر کے دروازہ کی جہاں تک عُمدہ سے عُمدہ ڈہنگ پر ہو سکے مضبوطی کرنی چاہئے - عُمدہ سے عُمدہ ڈہنگ پر مضبوطی کی خاص [illegible] وجہ یہہ ہے کہ رُوس برابر سنٹرل ایشیا میں بڑہتا ہوا چلا آتا ہے - اور اِس راستہ میں تُرکمان لوگوں کی آسمان کے ستاروں کی مانند اَن گنت قوم روک تہام کرنے والی تہی - مگر اُسکو رُوس نے بزورِ شمشیر اپنا مطیع اور منقاد بنالیا ہے - اور کچھہ اہلِ اسلام اُزبک وغیرہ کی چھوٹی بڑی سلطنتیں حائل تہیں اُنکو بھی یا تو فتح کر لیا ہے جیسے خیوا وغیرہ یا اپنے پونجہ پا دہیں لے لیا ہے جیسا کہ بخارا وغیرہ ہے - ریاست جمّوں اور کشمیر پنجاب بہر کی تمام ریاستوں سے اوّل نمبر ہے - نہ صرف یوں ہی اعزاز کے خیال سے اوّل نمبر ہے بلکہ اپنی حیثیت اور طاقت میں بہی اوّل نمبر ہے - چنانچہ سولہ لاکہ کے قریب اسکی آبادی ہے اور ایک کروڑ کے قریب آمدنی اور یہہ کہ اٹھائیس ہزار فوج ہے - یہہ تینوں تعدادیں اِس لئے درست ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کی ایڈمنسٹریشن رپورٹ سے لی گئی ہیں -

ہم اِس بات کو پوشیدہ نہیں رکہہ سکتے کہ مہاراجہ جموں اور کشمیر کی فوج در اصل کوئی آئین کی فوج نہیں - یا یوں کہیں کہ ہماری انگلش فوج کی ایک رجمنٹ جو کام دیگی مہاراجہ صاحب کی دس رجمنٹوں سے وُہ کام نہ ہو سکیگا - کابل کی فوج بھی اسی قسم کی ہے - مگر فرق یہہ ہے کہ کابل کی فوج انگریزی فوج سے کم اور ریاستِ مذکور کی فوج سے بہت زیادہ جری ہے اور یہہ کہ جو سامان ہماری گورنمنٹ ہی کا دیا ہوا کابل کی فوج کے پاس ہے وُہ مہاراجہ صاحب کی فوج کے پاس نہیں - ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ اگر ہماری گورنمنٹ وُہی رعایتیں جو روپیہ اور سامانِ حرب سے کابل کے دروازہ کے ساتھہ مرعی رکھتی ہے کشمیر کے دروازہ کے ساتھہ بھی رکہے تو کسی قدر اطمینان ہو سکتا ہے اور اگر میجر لمسڈن صاحب کی طرح سے مہاراجہ کی فوج کو بھی انگریزی افسر قواعد سکہائیں - تو اِس پہلی صورت سے بہی زیادہ تسلی ممکن ہے - دربار جموں کشمیر جب رزیڈنٹ کے تقرر سے ہی پس وپیش میں تہا تو وُہ واں انگریزی فوجی افسروں کا رہنا کب گوارا کریگا - اب یہہ ایک ایسی مُشکل بات ہے کہ جسکا فیصلہ جلد نہیں ہو سکتا - مہاراجہ صاحب کو دُور اندیشی کے ساتھہ سوچنا چاہئے - اور جب تک کہ حضور ممدوح بخوبی تمام ہندوستان کا دَورہ نہ کرلیں تب تک اُنکو مُہلت دینی مناسب ہے - اِس وسیع مُہلت میں جناب مہاراجہ صاحب کو اچھی تجربہ کاری حاصل ہو جائیگی -

...مِن بعض موصوف سے جلد فیصلہ نہ ہو سکیگا۔
ایک اور امر بھی ہے جو سخت بحث کے قابل ہے۔ جس پر بڑے بڑے
پالیٹکس لوگوں کی نظریں پڑی ہوئی ہیں۔ اور وہ امر یہہ ہے کہ کشمیر کی حد پر
انگریزی فوج کا کیمپ رہے تو کیا راے ہے۔ دربار جموں کشمیر کے ہوش
یہہ بات سُنتے کے ساتھہ ہی ایک بار۔ تو پراگندہ ہو جائیں گے۔ اگر ذرا سوچ
سمجھ کر مستقل طور پر کچھہ کہیں تو بہتر ہے۔ پہلے ہی برافروختہ نہ ہو جائیں۔ یہہ
ایک تدبیر ہے جس پر گہری نگاہ سے فکر کرنا مناسب ہے کہ یہہ امر کس کس
کے حق میں مُضر اور کس کس کے حق میں مفید ہے۔ یا یہہ کہ دونوں کے حق
میں مفید ہے یا دونوں کے حق میں مُضر۔
تجربہ کہتا ہے کہ کابل کی حالت کچھہ ایسی ہے کہ واں گو انگریزی فوج
کے کیمپ کی ضرورت ہی کیوں نہ ہو۔ مگر واں یہہ تدبیر نہیں ہو سکتی۔ کشمیر
کی حالت وہ نہیں جو کابل کی ہے۔ اگر ہماری گورنمنٹ ریاستِ جموں کشمیر
کے ساتھہ وہی۔ عاطفت مرعی رکھے۔ جو اِن دنوں امیر عبدالرحمن خان کے
ساتھہ (جو پچھلے دنوں راولپنڈی میں آکر ہمارے ویسراے اور گورنر جنرل
لارڈ ڈفرن صاحب بالقابہ سے ملاقی ہوگئے ہیں) رکھی جاتی ہیں۔
اس سے نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ اُسی قدر خرچ میں انگریزی فوج واں رہ سکتی
ہے۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ جموں کشمیر کے ساتھہ امیرانِ کابل

خصوصاً امیر عبد الرحمٰن خان کی سی ار رعائتیں کر کے بھی وُہ مقصود حاصل
نہ ہوگا جو خاص انگریزی فوج سے نکلیگا - یہہ صرف سوء ظنی ہے کہ مہاراجہ
صاحب کے حق میں فوجِ انگریزی کا واں رہنا کسی طرح کے نقصان کا باعث
ہے - گوالیار میں انگریزی فوج سے مہاراجہ صاحب گوالیار کو کب نقصان پہنچا؟
اور یہہ کہ کیا پہنچا - گوالیار کو جانے دو کیونکہ اب واں فوجِ انگریزی نہیں -
حیدرآباد دکھن میں انگریزی فوج کا کمپ ہے واں **بادشاہِ دکھن**
کو کب نقصان پہنچا - اور کیا پہنچا - انگریزی فوج عام اس سے کہ دیسی ہو یا
یوروپین مقدور کیا ہے کہ کسی کو دُکھ پہنچائے - البتہ جنگ کے میدان میں
اُن کی جرأت اور جفاکشی داد کے قابل ہوتی ہے - اور یوں وُہ ناممکن ہے
کہ کسی کو ذرا بھی چھیڑیں دُکھ دینا تو دُوسری بات ہے -

ہم اس **چوتھے ضمن** کو بھی ایک ہی آدھی بات کہہ کر تمام کئے
دیتے ہیں - کیونکہ ہم کو پانچویں ضمن کی مُشکل گھاٹی بھی نظر آ رہی ہے -
رزیڈنٹ کی تقرری کی وجہ میں یہہ امر ہم کو کمزور بلکہ بہت کمزور معلوم ہوتا ہے
کہ جموں کشمیر کے داخلی اور خارجی معاملات کی خرابی کے سبب سے واں
رزیڈنٹ کے مقرر کرنے کی ضرورت ہے - اگرچہ یہہ بات بھی سچ اور بالکل
سچ ہے جس میں سرِ مو بھی فرق نہیں - اور یہہ کہ جیسا ہم اس پوائنٹ کو
جانتے ہیں کوئی اَور ہم سے زیادہ نہ جانتا ہوگا - مگر رزیڈنٹ کے متعین کرنے

---

* **فٹ نوٹ** مئو کے کمپ سے ریاستِ اندور اور سیہور کی چھاونی سے ریاستِ بھوپال کو کیا ضرر پہنچا ہے؟

کہ [illegible] معلوم ہے کہ کشمیر روس کی حملہ آوری کے لئے ہندوستان کا تیسرا دروازہ ہے۔ اور اس دروازہ کے استحکام کی تدابیر بہت [illegible] ہیں۔ اور اس کی ذمہ داری پنجاب کے لفٹنٹ گورنر کی ہے اور پھر اُن کے ذریعہ سے ویسرائے اور گورنر جنرل کی۔ پس کشمیر کا رزیڈنٹ لفٹنٹ گورنر کا ایک اسسٹنٹ ہے جس کی سپشل ڈیوٹی ہی یہ ہے کہ تدابیر مذکورہ میں خوب ہی غور اور خوض کرے اور بہر پیش کرے۔ اور اپنی تدابیر کے دلائل واضح طور پر دکھائے۔ کوئی رزیڈنٹ اس امر سے عہدہ برائی نہیں کر سکتا جب تک کہ برسوں تک اُس مُلک میں نہ رہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انگریزی فوج کے کمپ کے قائم کرنے میں ہنوز دیر ہے یا کہ جلد کیوں کہ یہ امر بہت سے حالات پر منحصر ہے۔ ہاں البتہ اِس سے کشمیر کی رعایا جو دُنیا میں گویا بے مُردہ ہے آسودہ ہو جائیگی جو درحقیقت ہمارے حضور مہاراجہ صاحب والئی جموں اور کشمیر کی رعایا ہے۔ دربارِ جموں کشمیر ایک ایسا دربار ہے کہ جہاں چھانٹ چھانٹ کر متعصب لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ایک ہی اُن میں ایسا نہیں کہ دونوں گورنمنٹوں (جموں کشمیر اور انگریزی) میں یکجہتی اور اتحاد کرا دینے کا بیڑا اُٹھائے۔ بلکہ اگر کوئی متعصب نہ بھی ہو تو بھی گویا واں کی آب و ہوا سے درباری متعصب ہو جاتا ہے۔ غرض کہ ہماری [illegible] ریاست جموں کشمیر کی حالت بہت ہی اصلاح کے قابل ہے۔ خاص کر کے واں کی

[redacted]حالت جو ہر طرح کے انتظاموں کا سرچشمہ ہے بہت ہی توجہ کے لائق ہے۔

[redacted]

اب ہم اس بحث کو زیادہ نہیں چھیڑتے۔ پھر سہی پھر سہی دوست باقی صحبت باقی۔ اب ہم پانچویں ضمن میں حد سے زیادہ مگر نہایت مختصر طور پہ غور کریں گے کہ آیا جموں اور کشمیر کی بابت ہماری اصلاح بھی کچھ حیثیت رکھتی ہے کہ اس سے بھی کچھ کام نکل سکتا ہے اگر نکل سکتا ہے تو کیا اور کیسے۔

**خامساً** ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم تیسرے ضمن کی تقسیم اول میں اس امر کو بخوبی ثابت کر آئے ہیں۔ کہ انڈیپنڈنٹ بلکہ ہند بھر کی عالیجاہ بعض ریاستیں جن میں سے دو تو بجائے خود بادشاہتیں ہیں۔ رزیڈنٹ یا ایجنٹ سے خالی نہیں۔ اور اسی ضمن کی تقسیم دوم حرف الف اور ب میں اس بات کو بھی پایۂ اثبات پر پہنچا آئے ہیں کہ دو ریاستیں جو تغیر اور تبدل پذیر ہوئیں وہ اپنے ہی برے درجے کے مذموم کرتوتوں سے ہوئیں۔ رزیڈنٹوں کی رپورٹوں یا شکایتوں کی بنا پر نہیں ہوئیں۔ اور اسی ضمن کی تقسیم سوم شق ۱ و ۲ و ۳ میں جیسا کہ چاہیئے ثابت کر چکے ہیں کہ انگریزی رزیڈنٹوں کی بدولت ریاستیں گردابِ تنزل سے بچ رہیں۔ پھر چوتھے ضمن کے آٹھویں پیرگراف میں اس پوائنٹ پر بھی گفتگو کر آئے ہیں۔ کہ انگریزی فوج کے کیمپوں سے ریاستوں کو بیسیوں برسوں میں ایک

[redacted]

[illegible] ہی نہیں پہنچی۔

(۱) کشمیر میں اگر ہمارے حضور مہاراجہ صاحب فرماں روائے ریاست جموں اور کشمیر کو رزیڈنٹ کے تقرر اور کشمیر میں جو روس کی حملہ آوری کے لیئے ہندوستان کا تیسرا پھاٹک ہے کسی طرح کا ہراس ہو۔ تو ہم اپنے حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہم کو مندرجۂ ذیل تدبیریں بتاتے ہیں جن سے زیادہ کارگر اور مؤثر تدبیریں فی الحال بلکہ ناممکن ہے کہ اور ہوں۔

(۲) مگر پہلے ہم ان تدبیروں کی اشد ضرورت بیان کر لیں۔ اب اگر سننے والے کان ہیں تو سنئے۔ ہم نے بدنصیب سیاہ بخت کشمیر اور کشمیریوں کے داخلی حال کے بیان کرنے میں ایک حرف بھی نہیں کہا۔ اور نہ اب اسکے بیان کی مصلحت دیکھتے ہیں۔ البتہ دوسرے اور نیز تیسرے ضمیمہ میں بیان کرینگے۔ ہائے افسوس چند لقمہ خور ارزو و اخباروں کے سوائے کشمیریوں کی حالت کو جو وہاں کی مقہور مظلوم کس مپرس رعایا ہے کون نہیں کہہ سکتا کہ وہ گویا اس دنیا میں بے خدا ہیں۔ یہہ مانا کہ انگریزی اخباروں والے بہت زیادتیاں بھی کرتے ہیں۔ اور یہہ بھی کہ وہاں کا حال بیان کرنے میں بے پر اڑاتے ہیں کا مقولہ

صادق اور چسپاں ہے -

(۳) پھر بھی اُن زیادتیوں سے اگر قطع نظر کر کے بھی دیکھا جائے تو پھر بھی کشمیر کی حالت افریقہ کے وحشیوں کی حالت سے ذرا بھی کم نہیں - اور اگر اَور بھی سچ پوچھا چاہتے ہیں - تو اِن بدنصیب مغلوبوں گویا ازلی سیاہ بختوں پر تو نہ آج سے بلکہ ہمیشہ ہی سے آفت رہی - اور ہر ایک جابر اور ظالم اور شُن کانشنس والی قوموں کی شکار گاہ بنا رہا - ہندو راجاؤں کی بربادی کے بعد مسلمانوں نے اِنکا وُہ حال کیا کہ کسی مُلک اور کسی قوم کی تاریخ میں اُس حال کا پتہ تک نہیں ملتا - اگر چغتئی آئے تو نہ صرف بادشاہوں اور امیروں کے لئے واں کے باشندے لونڈی اور غلام بنائے گئے - بلکہ بادشاہوں اور امیروں کے چپرکٹوں تک کے واسطے واں کے رہنے والے لونڈی اور غلام بنائے گئے - جب چغتّوں کا دَور خدا خدا کر کے ختم ہوا تو اُن سے بھی زیادہ تُند مزاج اور خُود سر حکمرانوں یعنے سدّوزئیوں اور پھر بارکزئیوں کا منحوس عہد آیا - اِنھوں نے تو کشمیریوں کو لونڈی غلام بنانے میں حدّ ہی کر دی - گویا یہہ قوم اِسی کام کے لئے دُنیا میں آئی تھی - مگر خُدا کو حمد اور ستائش ہو کہ اِنکا

...بہت ہی جلد رفع اور دفع ہوا - مگر ان بیچاروں کے شومی
اعمال نے سکھ گورنمنٹ کی صورت پکڑی جو خصلت اور عادت
میں ہماری کمزوریوں سے کسی پہلو سے بھی کم نہ تھے - مگر جو نئی اور
نرالی صورت کی آفت اب ہے اُسکی نسبت یہہ کہنا قریباً الہام
...ہو چکی غالب بلائیں اب تمام ... سے کہنا ہے - یاں
ایک مرگِ ناگہانی آوش ہے - ... تک کہ اگر صرف اسی
ایک پوائنٹ پر مطالبہ ہو تو ریاست جموں کشمیر اور اُسکے
عمال جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام حشمتہم کا ذرا بھی پتہ نہ
لگے -

اب ہم چھہ تدابیر مندرجہ ذیل پیش کرنے کی اجازت چاہتے
ہیں (اگر جان بخشی ہو) - اور یہہ کہ ہر ایک تدبیر کے ساتھہ دلائل اور وجوہات
بھی لکھیں گے - اور اگر کسی تدبیر کا اثبات اسی ضمیمہ میں کر چکے ہیں تو اُسکا
حوالہ دینگے - مگر یہہ یاد رہے کہ چھہ تدبیروں میں سے تین کا بیان تو اس
... بخوبی ضمن میں کرینگے - اور باقی تینوں کا بیان اِسی پہلے ضمیمہ کے
چھٹے ضمن میں کرینگے -

پہلی تدبیر فی الحقیقت جموں ایک علیحدہ ریاست ہے - اور کشمیر
...ں کو مختلف قوموں کا شکارگاہ کہنا حق بجانب ہے) ایک الگ صوبہ ہے

مگر یہ دونوں یہ دونوں لازم ملزوم سمجھے جاتے ہیں - اَب ہم پہلی تین تدبیریں جموں کی نسبت لکھتے ہیں - اور پچھلی تین تدبیریں کشمیر کے بارہ میں ہونگی۔

اس ریاست (صرف جموں) کے متعلق جس قدر اہلکار پرانے ہیں یک قلم موقوف کر دیئے جائیں - برٹش ریذیڈنٹ کشمیر کی معرفت تمام پنجاب کے ضلعوں سے اہلکار منگوائے جائیں - ایک ادنیٰ پٹواری کی کیا ہستی ہے وہ بھی کارکردہ اور تجربہ کار منگوایا جائے - چہ جائیکہ اَور اہلکار - ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اہلکاروں کا بڑا حصہ نٹ کھٹ ہے - تاہم ان میں متدین لائق بھی ایسے ہیں کہ جن پر پورا بھروسہ اور اطمینان ہے -

ہم کیا کہیں جموں کے اہلکاروں کی کچھ خلقت (نیچر) ہی ایسی بگڑی بگڑی ہوئی ہے کہ کوئی تدبیر اَور پیش ہی نہیں جا سکتی - جب انکی عادتیں ہی سکینڈ نیچر (عادتِ ثانی) ہو رہی ہیں - تو ان سے اصلاح کی امید رکھنی قانونِ قدرت (نیچرل لا) کے عین برخلاف ہے - ہر فرقہ کے مذہبی لوگ جو نرے ہی ڈھونگ کی دلیلوں سے کام لیا کرتے ہیں امید رکھیں تو رکھیں - ورنہ عقیدہ کے بگاڑے ہوئے یہ انسان اگر بہتری کی امید رکھے تو اسکو لاہور کے پاگل خانہ میں رکھنا چاہئیے - شاید کہ کچھ عرصہ بعد اس بحث کی فلاسفی (اصلیت) کو سمجھے -

**دوسری تدبیر** اس ریاست (صرف جموں) کے متعلق جس قدر اعلیٰ

[illegible] ہو۔ وہ بھی برٹش رزیڈنٹ کشمیر کی معرفت رضابطہ کے
[illegible] سے طلب کئے جائیں۔ اور یہ کہ وہ افسر انگریز ہوں یا
[illegible] نوجوان جو کہیں برٹش گورنمنٹ ہی کی فیاضیوں اور
کرم گستریوں کے تصدق سے چار حرف انگریزی زبان کے جان گئے ہیں
[illegible] ہوا ہی تو ہو جائیں گے۔

**یاد رکھو** تم اے نوجوانو **پنجاب ری ویو** تمہارے اصل
ونسل کو جانتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تم کس باغ کی مولی ہو۔ تمہارے
بزرگوار برٹش گورنمنٹ کے ہاں دس دس بیس بیس روپیہ ماہواری کے
ملازم تھے۔ اور پھر ترقی پذیر ہو کر اچھے عہدوں پر پہنچے اور نسبتاً ذرا مالدار
بھی بن گئے۔ تم جو آب تحصیلداری اور اکسٹرا اسسٹنٹی کے عہدوں پر ہو۔ یہ
ٹرہانکتے ہو کہ یوں ہے اور وہ یوں ہے۔ بڑے حیف کی بات ہے کہ تم نمکخوار برٹش
گورنمنٹ ہو کر عجب قسم کا حق نمک ادا کرتے ہو۔ ابھی تم کچھ ہو تو لو۔ تمہارے
بھائی آئے برٹش گورنمنٹ کے ہاں نوکریوں کے محتاج ہیں۔ سخت حیرت کا
مقام ہے کہ تم کو **وفاداری** کے معنے کسی ڈکشنری میں نہیں ملے۔

بنگالیوں کی چال سمجھ بوجھ کر بھی چلتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوا ہنس کی
چال چلا اپنی بھی بھول گیا۔

**اس** وقت ہم انگریز افسروں کا نام تک نہ لیں گے۔ جب

آپ لوگوں میں سے مندرجہ حاشیہ لوگوں کی مانند پولیٹیشن لوگ پیدا

(۱) نواب سر سالار جنگ بہادر بالقابہٖ (حال ارم نشین)۔

(۲) سر جنگ بہادر بالقابہٖ نیپال (حال بیکنٹھ براجمان)۔

(۳) سر ٹی مادھو راؤ بالقابہٖ۔

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

ہو جائیں گے ہم اپنے ہی اہل وطن لوگوں کی جو

ہمارے گویا بھائی ہیں کیا تسکائت کریں۔ جن کو ابھی تک برٹش گورمنٹ سے اپنے حق حقوق مانگنے تک کا شعور نہیں۔ انگریزوں کے بنگلوں پر جاکر ان کو پورن برہم اوتار سمجھ کر حضور اور مہاراج کے الفاظ کے سوائے کوئی اور لفظ استعمال نہیں کرتے۔ اور اپنے گھر میں آکر انکی شکائتیں کرکے انکے نمک کا حق ادا کرتے ہیں۔ پھر بھی خدا کا شکر کرو اگر ہمارے امیر عبد الرحمن خان کی رعایا ہو کر کابل افغانستان میں رہتے تو پھر ہم دیکھتے کہ آپ لوگ پھر یہہ باتیں کیسی بناتے۔ باتوں کے گھمگھیر میں جا جا کر باتیں تو بہت بنائی آگئی ہیں۔ الّا انگریزافسروں کا سارعب داب اور ان کی سی جرأت اور لیاقت آپ صاحبان میں موجود ہوگئی ہے۔ تو آؤ ہم سب ملکر انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکال دیں یہہ کہاں سے آگئے ہیں جو ہم پر حکومت کرتے ہیں۔

**تیسری تدبیر** یہہ بات تو آپ صاحبان کو معلوم ہوگی۔ کہ جموں کشمیر

# تعلقات

مہاراجہ گلاب سنگھ نے دولت اور ثروت [illegible] سنگھ
[illegible] اپنے بڑے بھائی مہاراجہ دھیان سنگھ
[illegible] مہاراجہ دھیان سنگھ ہی والی سابق پنجاب مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے وزیرِ اعظم اور دستورِ معظم تھے۔ راجہ موتی سنگھ جو ریاست
پونچھ کے فرماں روا ہیں مہاراجہ دھیان سنگھ کے بیٹے ہیں۔ ان کی عمر
اب کچھ کم پچاس کو پہنچی ہوگی۔ اُن کی ریاست کے عمدہ انتظام اور ملکی
رفاہِ عام کے کاموں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بڑے منتظم اور مدبر آدمی ہیں۔ اور اس
ریاست میں سے جس کی بحث ہو رہی ہے ایک بڑی شاخ ہیں۔

پس اگر یہ موخر الذکر شخص دیوانِ کُل کئے جائیں تو سب سے عمدہ
بات ہے۔ البتہ ان کی تقرری وغیرہ ٹھیک اُسی صورت پر ہو جیسی کہ نواب
سالار جنگ بہادر بالقابہ (جنت آرامگاہ) کی دکھن میں تھی۔ کیوں کہ
نوابِ ممدوح الاوصاف کی تقرری گورنمنٹ آف انڈیا کی منظوری سے تھی۔ یا
جیسا کہ سر جنگ بہادر کی تقرری نیپال میں تھی۔ اِس قسم کے عالیجاہ اور
معزز لوگوں کی تقرری اِس قسم کی نہیں ہوا کرتی جیسا کہ نیلمبر نامے بنگالی کی
تقرری ریاستِ جموں کشمیر میں تھی۔ کہ جب چاہا خلعت دے دیا اور جب چاہا
ایک دم میں نکال باہر کر دیا۔ راجہ موتی سنگھ خود ایک ملک کے والی ہیں۔
اور خاندان میں وقعت میں اعتبار میں مہاراجہ صاحب حال جموں کشمیر سے

کسی طرح سے بھی کم نہیں۔ بلکہ اگر اور سچ پوچھئے تو مہاراجہ حال جموں کشمیر سے جو مہاراجہ گلاب سنگھ کے پوتے ہیں اس وجہ سے بڑے ہیں کہ راجہ موتی سنگھ مہاراجہ دھیان سنگھ مہاراجہ گلاب سنگھ کے بڑے بھائی کے بیٹے ہیں۔

ہم تو اس بات کو بہت ہی چھپاتے ہیں مگر ہرگز ہرگز ہمارے چھپانے سے چھپ نہیں سکتی۔ کہ مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہم کو جو ریاست جموں کشمیر کے والئ حال ہیں ایک ادنیٰ معاملہ کی بھی سوجھ بوجھ نہیں۔ یا یوں کہیں تو بھی بالکل سچ ہے کہ اُن میں معاملات میں ادراک پیدا کرنے کا مادہ ہی نہیں رکھا گیا۔ اگر ہم سچ نہیں کہتے تو ذرا صبر کرو بہت جلد دیکھو گے کہ اُنکے اختیارات کام میں آنے سے ریاست میں کیا کیا گل کھلتے ہیں اور رعایا پر کیا کیا نئی نئی صورت کی آفتیں آتی ہیں۔ اور کس کس قسم کی خرابیاں اور ابتریاں پھیلتی ہیں۔ جو جو اہلکار بارسوخ ہیں جن کو اکثر کثو معاملات میں دخل ہے ہم اُن سے خوب واقف ہیں کہ وُہ کس پایہ کی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ ہم اُن پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ وُہ اپنا گھر بھرنے کے سوا اَور کوئی بات نہیں جانتے۔ پھر بھی ہم کو اس قدر کہنا ہی پڑتا ہے کہ اُنکو ہرگز ہرگز ریاست کی نسبت فکر نہیں کہ اُس پر کن کن آفتوں کا آسمان یکایک ٹوٹنے والا ہے۔ جن کا علاج ناممکن ہے کہ اُن کے

اتھ میں [illegible]

[illegible] پانچویں ضمن کو بھی طے کر لیتے ہیں اور زیادہ
ہیں چیئر [illegible] ہیں قدر اور کہتے ہیں کہ راجہ موتی سنگھ کی عمر نے
علاوہ [illegible] خود ایک معزز اور والیٔ ملک راجہ ہیں بڑی بڑی تجربہ کاریاں
یکھی اور بہالی ہیں۔ اور دُنیا کے بڑے بڑے نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ اور
یہ کہ چونکہ اُنکو اِس ریاست سے خاص تعلق ہونے کی وجہ سے ہمدردی
ہے [illegible] دیوانوں یا اُفسروں کو نا ممکن ہے کہ ویسی ہو۔ راجہ موتی سنگھ
[illegible] ہیں جن کی اب اِس ریاست میں سخت ضرورت ہے۔
جن آبادی دیوان صاحبان شائد اِس امر سے متفق نہ ہوں مگر ہماری برٹش
[illegible]منٹ سے یہ بات ہرگز ہرگز پوشیدہ نہیں - خود مہاراجہ پرتاب سنگھ
یہ بات سوچ لینی چاہئے کہ اُنکے سارے درباری کس قدر خود غرض
[illegible] خود مطلب ہیں - مہاراجہ صاحب کے چھوٹے بھائی راجہ رام سنگھ اور
[illegible] امر سنگھ کی بات کو باور کر لینا دیوان صاحبان کا کام نہیں - کیونکہ
اُنکی مغویت کو [illegible] ہی [illegible] پر محمول کرینگے - پس خود مہاراجہ صاحب کو اِس
میں گہری نظر کر لینی چاہئے -

پھر اب ہم اپنے چھٹے ضمن میں جو اِس ضمیمہ کے پہلے نمبر کا گویا خاتمہ
ہے باقی تین تدبیروں کا اظہار کرینگے - اور ہر ایک تدبیر کو وجوہات کے

[redacted] پیش کریں گے۔

**سادسًا** یہ ضمن اِس رسالہ کے ضمیمہ کے پہلے نمبر کا گویا خاتمہ ہے۔
جس میں ہم باقی تین تدبیریں سوجھانی چاہتے ہیں۔ ہم بڑے ادب سے اپنے
بالغ نظر اور غور پسند ناظرین کی عالی خدمات میں التماس کرتے ہیں کہ اِس
آخری ضمن کے ملاحظہ سے پہلے مہربانی کرکے ہمارے پہلے اور دوسرے اور
تیسرے خصوصًا چوتھے علی الخصوص پانچویں ضمن کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھ لیں۔
کہ پنجاب ریویو نے اُن میں نہ توضیح تواریخ کی کسر چھوڑی ہے اور نہ واقعات
کے بیان کرنے میں پہلوتہی کی ہے۔ اور یہہ کہ وکیلوں اور بڑے ہاتوں کے ایراد
میں امہاتما تھیوڈور پارکر امریکن فلاسفر کے قول کے برخلاف) نتیجہ کی
خاطر مقدمہ نہیں گھڑا۔ بلکہ اُنکے قول کے مطابق بنے ہوئے مقدمہ سے بدیہی
نتیجہ نکالا ہے۔ آپ صاحبان کو اِس امر کے باور کرلینے میں ذرا بھی تامّل نہ
فرمانا چاہیے کہ اِس ضمن میں بھی پنجاب ریویو بکینہٹہ برا جان ممدوح الاوصاف
امریکن رکھیشر اور برہمنس کی رائے کے مطابق ہی عرض کریگا۔

**چوتھی تدبیر** ہمارے مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں کو فرض اور
تسلیم کے طور پر تھوڑی دیر کے لئے بدنصیب کشمیر کو ریاست جموں سے علیحدہ
سمجھنا چاہئے۔ اور پھر گورنمنٹ آف انڈیا سے بڑے زور بلکہ ایک طرح کے
۲ اصرار کے ساتھ معًا خود درخواست کرنی انسب بلکہ فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ

[illegible] اور انگریزی گورنمنٹ [illegible] تعلقات [illegible]

موجودہ [illegible] ضرور کرے - اور یہ کہ ریذیڈنٹ بھی وہ مقرر ہو [illegible] باعتبار تدبیر اور کیا باعتبار جرأت اور کیا باعتبار [illegible] کے وہم خم کے [illegible] ہو نہ یہ کہ کلرک کی [illegible] قلم ہی سے کام لے اور تلوار کو زنگ کے سپرد [illegible] کو [illegible] کی [illegible] ہی سکے لئے خالی رکھے - اگر مہاراجہ صاحب بہادر [illegible] تاریخ کے دفتر میں انکا نام نامی زیب تاریخ ہوگا - اور زیبا نہیں کرتے اور یہ کہ بہت ہی جلد ایسا نہیں کرتے تو اس بات کو یاد [illegible] یاد رکھیں - کہ بہت جلد وہ دن آتا ہے بلکہ یوں صاف کہوں [illegible] وہ دن آ ہی گیا ہے کہ آپ سے اجازت کی ہرگز ضرورت ہوگی - اور صوبہ کشمیر کے [illegible] ہر سری نگر پر برٹش گورنمنٹ کے ریذیڈنٹ کے [illegible] کا پھریرا اُڑے گا جس پر نہ محض شیر ببر کی تصویر شیر قالین دشیر نیستان دگرست کی مصداق ہوگی - بلکہ سچ مچ شیر ببر ہی ہوگا - [illegible] کی آواز روس کے ریچھ کے دل میں کپکپی ڈال دیگی - اے ہمارے موجودہ مہاراجہ صاحب بہادر حاشا وکلا آپ یہ نہ سمجھئے کہ ہماری برٹش گورنمنٹ [illegible] نظر سے نہیں اسکو ہندوستان کی تباہی کا فکر دامن گیر کہ سرحد کی کمزوریوں میں کہیں روس سے دوچار نہ ہونا پڑے - ہم ابھی [illegible] تدبیر کے بیان میں بتاتے ہیں کہ آپکا سر مو برابر بھی نقصان نہ ہوگا -

**پانچویں تدبیر** ہمارے حضور مہاراجہ صاحب بہادر جموں کو نہ صرف نگاہ بلا تعبیر پر کاربند ہونا فرض ہے بلکہ یہہ تدبیر بھی معاً عمل میں لانی چاہئے کہ برٹش گورنمنٹ کو اِس تیسرے دروازہ کے استحکام کا باعث خلش کا باقی نہ رہے - اور یہہ تدبیر دو طرح سے عمل میں آسکتی ہے - ایک تو یہہ کہ جناب مہاراجہ صاحب بہادر انتظام کی طرح فوجی بندوبست کے لئے گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ بڑے بڑے تجربہ کار اور فنِ سپہ گری کے اُستادیوروپین افسر طلب کر کے فوج میں داخل کریں اور اپنی فوج کو اُن افسروں کے ذریعہ سے کیا بہ اعتبارِ سامان اور کیا بہ لحاظ قواعد ایسی فوج بنائیں جیسے کہ برٹش گورنمنٹ کی فوج ہے - اور بہ تجویز مدبرانِ گورنمنٹ اُسکی تعداد اِس قدر ہو کہ سرحد کی حفاظت کے لئے مکتفی ہو جس سے گورنمنٹ کو اِس دروازہ کی حفاظت کی نسبت پورا اطمینان ہو جائے - دوسرے یہہ کہ اگر وہ ایسا انتظام نہیں کرسکتے تو ملکی گورنمنٹ سے خود درخواست کر کے کشمیر میں **فوجی کمپ** قائم کروانا چاہئے - ہم چوتھے ضمن میں جیسا کہ چاہئے بڑی ہی زبردست دلیلوں سے ثابت کر آئے ہیں کہ کشمیر میں فوجی کمپ کے قائم کرنے کی کیوں اشد ضرورت ہے - یہہ ہماری ایک کمزور سی وجہ ہے کہ واں کے باشندے کمپ کے قائم ہونے سے گویا تکت پرابت کر کے مرفہ الحال ہو جائیں گے - اور یہہ کہ اسی جہان میں بینا ناتھ جو میشوروں کا درشن کرینگے - اگرچہ ضمناً یہہ امر بھی ظہور میں آئیگا اور ہمارا عرض کرنا بھی کچھ بیجا اور نامناسب نہیں - پھر بھی بات یہہ نہیں بلکہ **بات** اِسمیں ہے تو یہہ ہے کہ مملکتِ ہندوستان جو ہزاروں برسوں کے بعد اب اس کے ساتھ آباد ان ہوئی ہے پھر کہیں **دار الحرب** نہ بن جائے اور پھر کہیں ہمارے ملک کی بہوئیں بیٹیاں بہنیں رانڈ اور بیوہ

ہو کر لونڈیاں بنتی [illegible] ہر ایک قوم کو جو درمیان آتی جاتی ہے تباہ کرتا ہوا
یہ [illegible] گرکٹان جیسی قوم نے جب نہیں روکا جو ان گنت ستاروں
[illegible] کو بھی ہاں مطیع کر لیا۔ تو پھر کشمیریوں اور **ڈوگروں** کا مقدور
[illegible] بھلا کرو گے اگر اسکو دنیا بھر میں روکنے والی کوئی قوم ہے تو
انگریزوں ہی ایک **بہادر** قوم ہے آج دنیا بھر میں ہرگز ہرگز کوئی اور قوم نہیں ہمارے
مہاراجہ صاحب بہادر کے درباری اور حاشیہ نشین اس معاملہ کو کسی اور ہی پہلو سے جانتے
ہیں [illegible] نہیں۔ کوئی درباری ان میں ایسا ہے کہ جو عالی دماغ رکھتا ہے
کون درباری [illegible] ہے جس نے کچھہ تعلیم پائی ہو۔ اور کون درباری ایسا ہے کہ جسکو جہان کے
[illegible] پر گہری نظر ہو۔ انکی عالی دماغی اپنے گھر بھرنے میں البتہ ہے۔ یا تعلیم پائی ہے تو یہہ
کہ سر پر پگڑی باندھ لی یا جہان کے معاملات پر گہری نظر ہے تو یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے
[illegible] میں دس روپیہ کی نوکری سے ترقی کرکے سو دو سو روپیہ ماہواری تنخواہ پر پہنچے۔ اور
وہاں سے پچپن سالہ کے رول کے مطابق برخاست ہو کر جموں کے دربار میں **گھس**
گئے۔ اور اگر وہاں کچھہ کام بھی کرنا پڑا تو یہہ کہ نمک حرامی کا خیال بالائے طاق رکھہ کر انگریزی
[illegible] اور انگریزوں کی رات دن شکائتیں بیان کرنا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ مہاراجہ
[illegible] اور برٹش گورنمنٹ کے ممبروں میں سوء **ظنیاں** کروا کر اپنی دال گلواتے رہے۔
خیر ہمارے مہاراجہ صاحب بہادر بہت ہی جلد اپنی آنکھوں سے **دیکھہ**
لیں گے کہ [illegible] کی موجودہ حالت مدبران سلطنت انگلشیہ کو بہت جلد

بہر حال مجبور کر کے آپ کی اجازت کی فوراً ہی پروانہ کر کے برٹش فوج بھیج کر ایک اس
سرحد کے انتظام کے لئے شمالی گوشہ کشمیر میں بھی ایک بڑا بھاری کیمپ قائم
کرے۔ اگر مہاراجہ صاحب بہادر اپنے لائق حقیقی بھائیوں راجہ رام سنگھ
صاحب بہادر اور راجہ امر سنگھ صاحب بہادر کی مشورت توں پہ کان بھی دہرینگے
تو اُن کے اہلکاروں کی کائیں کائیں اُنکو گھبرا دیگی۔ بہرحال وُہ جانیں اور
اُن کا **یا نصیب** واقعات سے جو ہمارے رُوبرُو ہیں ہم نے اپنی حقیر رائے
سے اپنے حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام حشمتہم کو اطلاع دے دی ہے۔

**چھٹویں تدبیر** جو گویا آخری تدبیر ہے یوں ہے۔ انیکسیشن پالسی کا
برتاؤ کشمیر خاص کے بارہ میں ہونے والا ہے۔ آج ہوا چاہے کل اس میں
شک نہیں کہ ضرور ہوگا۔ پنجاب دی ویو کی ذاتی رائے اِس پالسی کے برخلاف
ہی کیوں نہ ہو۔ اِلّا حالات موجودہ اِس قسم کے ہیں کہ یہ پالسی ظہور میں آنے
کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پس جب ایسا ہی ہونے والا ہے تو کیا اس سے یہ بات
بہتر نہیں کہ ہمارے حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہم بہ مشورۂ گورنمنٹ
کشمیر کا انتظام بھی گورنمنٹ ہی کے منتخب اور لائق دیسی اور یورپین عہدہ داروں
کی معرفت کرائیں۔ جس سے اِس عادل گورنمنٹ کا انصاف گورنمنٹ کے
ارادۂ الحاق کشمیر کو توقف میں ڈال دیگا۔ کیونکہ ہماری گورنمنٹ رُوس کے
ریچھ کی طرح حریص گورنمنٹ نہیں ہے کہ بے سبب کوئی حیلہ نکالکر کسی

[illegible] کی سلطنت کا ضمیمہ بنا لے تو سکو اگر بڑا
[illegible] دو امروں کا ہے۔

اوّل امن و امان رعایا۔
دوم استحکام سرحد۔

اگر مہاراجہ صاحب بہادر سے یہ دو تو اغراض پوری ہو جائیں تو گورنمنٹ آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھنے کی۔ اور اگر مہاراجہ صاحب بہادر گورنمنٹ کو ان دو امروں کا عملی طور پر اطمینان نہیں دلائیں گے تو پھر گورنمنٹ رعائت کے بھی مستحق نہیں سمجھے جائیں گے۔ مہاراجہ صاحب بہادر کے بہادری اور حاشیہ نشین اس عملدرآمد کو ملکی اندیشہ کے جھیلے میں ڈالکر یہ پٹی دلائیں گے۔ اور ناممکن ہے کہ مہاراجہ صاحب کے پیر لگنے دیں یہ نہ اس لئے کہ مہاراجہ صاحب کے حق میں بہتری سوچیں گے بلکہ اپنا نقصان سمجھ کر حضور ممدوح کو اس پوائنٹ پر ہرگز آنے ہی نہ دیں گے۔

مگر ہم صاف کہتے ہیں کہ ملکی اندیشہ کی وجہ سے ناممکن ہے۔ یہ ایک اوہام بات ہے کہ خود برٹش گورنمنٹ اپنی دُور اندیشی سے رجوع کرتا میں اسی قسم کی پالسی کی وجہ سے (ہنوز جیسا کہ چاہئے امن نہیں ہوا) چندے کشمیر کے معاملہ میں سکوت کرے۔ مگر ملکی اندیشہ کی وقعت اس ہوئے کی سی وقعت ہی نہیں

رکھتی ہو نا تعلیم یافتہ پڑھیا عورتیں اپنے بچوں کو دیا کرتی ہیں۔ ہمارے مہاراجہ صاحب بہادر کے درباری اور حاشیہ نشین اگر سننے والے کان رکھتے ہوں تو ذرا سنیں۔

(اول) عام اور ناسمجھ لوگوں کے خیال میں یا یوں ہی سہی کہ کچھ تجربوں کی بنا پر بھی یہ بات جمی ہوئی ہے کہ پنجابی بہادر ہیں۔ یہ کسی قدر اب سچ بھی ہے۔ مالٹا اور چین تک پنجابیوں کو برٹش گورنمنٹ لے گئی۔ خدا اس بات کا بھی خیال رہے کہ گورنمنٹ انہیں لے گئی نہ کہ خود گئے۔ لیکن لاہور کے محاربہ سے پہلے جو خود کئی بار برٹش گورنمنٹ کے برخلاف ہوا یعنے مہاراج رنجیت سنگھ کے انتقال کے بعد سے لاہور کے مشہور ہنگامہ تک پنجابیوں کی حالت اپنے ہی خداوندان نعمت کے ساتھ بہت کچھ تامل کی درخواست کرتی ہے۔ اور وہ مندرجہ حاشیہ پرچوں کے

(۱) امپیریل پیپر لاہور جلد اول نمبر ۹ دیکھنے سے معلوم ہو سکتی

(۲) ایضاً نمبر ۱۰ ہے۔ اور یہ کہ اس کو

(۳) " " نمبر ۱۱ پنجاب کا بچہ بچہ تک

جانتا ہی ہے کہ انہوں نے ایک اپنے خداوند نعمت کا سر کاٹا۔ اور دوسرے کا بھی یہی حال کیا۔ ہم تو جانتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کا اقبال خداداد کچھ چیز ہے۔

(دوم) مسلمانوں کی حالت شاید دربار جموں کے نزدیک بہروت کے قابل نہیں مگر انکو یاد کرا دینے کے واسطے ہمارے پاس موجود جواب ہے کہ پنجاب میں انکی شورہ پُشتیاں اُنکا نخوت اُنکی نفرت کالعدم گزرے وقتوں میں بھی جیسے کہ سیاہ رُوت شہء تھا اُنکی حالت اطمینان کے قابل رہی تھی۔ اس پر بھی برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ درجہ کے عنصر جنکی تجربہ کاریاں اب تاج انگلینڈ کو رونق دے رہی ہیں پنجابو اور مسلمانوں کی حالت سے ناواقف نہیں۔ یہہ بھی نہیں کہ وُہ ڈوگرون کے خصائل سے ناواقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف یورپین سولجروں کی فوج ہے۔ اور دُوسری طرف گورکھوں کی فوج ہے۔ اور یہہ کہ توپخانے بالکل یوروپین گولہ اندازوں کے سپرد ہیں۔ برٹش گورنمنٹ کی فوج ایک عجیب و غریب ڈھنگ اور طرز پر ہے۔ ہمارا ایک پُرانا ملازم انہیں دنوں رُوس کی فوج کو دیکھہ آیا ہے وُہ بیان کرتا ہے کہ رُوس کی فوج کیا باعتبار سامان اور کیا باعتبار دلیری و لاوری کے انگلش فوج کو نہیں پہنچتی۔ گو وُہ تعداد میں زیادہ ہے۔ جیسا کہ انگلش فوج جو بحری ہے رُوس کی بحری فوج سے زیادہ ہے۔ مہاراجہ صاحب بہادر فرمانروائے جموں کے درباریوں اور حضور کے حاشیہ نشینوں کو ایسے معاملات میں نہ تمیز کبھی ہوا اور نہ اب ہے۔ لاریب درباری

اور مثلوں میں مگر ہم بڑی بلند آواز سے کہتے ہیں کہ **تجربہ**
...ہتر نیس) شئے دیگر است۔ صریح ہے کہ درباریوں کی ناتجربہ کاریوں
نے کیا کیا گل کھلائے تھے اور کیا کیا اب کھلا رہے ہیں اور آئندہ کیا
کیا گل کھلا کر غضب نہ ڈھائیں گے۔

ہاں ہم اس ضمیمہ کے پہلے نمبر کا **خاتمہ** کئے دیتے ہیں۔ پر ہم ہی
دو ایک عرضیں جو ہمارے نزدیک ضروری ہیں بیان کر لیں۔

ہم نے اسمیں جو کچھ اب تک لکھا ہے۔ وہ عموماً سرکاری کاغذات اور
خود ریاست جموں اور کشمیر کے دفتروں سے لکھا ہے۔ اگر تاریخ سے ہی کہیں سند
لی ہے تو معتبر تاریخ سے۔ اور اگر اور کتابوں سے کچھ لیا ہے تو وہ یا تو سرکاری
ہیں اور یا خود ریاست کی۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں جہاں ہماری خاص رائے ہے شائد واں
کوئی کمزوری ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو ہم ضمیمہ کے دوسرے **نمبر** میں جس میں ریاست
جموں اور کشمیر کے داخلی معاملات پر سرکاری اور ریاست کے کاغذات
کی بنیاد پر بحث کرینگے۔ اپنی ہی رائوں کی کمزوریوں کو صاف اور صریح طور پر
مان لیں گے۔ ہم کو ہرگز یہہ دعوی نہیں کہ ہماری تحریریں الہام کی سی وقعت
رکھتی ہیں جن میں بھول اور چوک ناممکن ہے۔

جیسی ہم نے برٹش گورنمنٹ کی عظمت بیان کرکے جہاں موقع دیکھا

ریاں ... ہیں یعنی ریاست جموں اور کشمیر کی جابہ حشمت
فاو ہری ... ہو گئی ہے اور حسب موقع اسکو موجودہ گرداب بلا سے
نے کے لئے اصلاحیں بھی بتائی ہیں - ریاست جموں اور کشمیر
یاست ہے کہ جہاں ہمارے بزرگ بڑے بڑے عہدوں پر تھے - اور
بھی ہمارے رشتہ دار و ان ذمہ داریوں کے عہدوں پر ہیں - قطع نظر
جو بات ... ہم سے کوئی اور زیادہ جاننے والا کمیاب ہو گا - کہ ہمارے
ل ریاستیں اگر ٹھیک صحیح اصول پر ہوں ملک کے واسطے ابر رحمت
ہوں اگر صحیح اصول پر نہیں تو ان سے زیادہ اور کوئی ملک الموت نہیں
اسے ہمارے حضور مہاراجہ صاحب بہادر آپ جو ہمارے بزرگوں اور
ہ داروں کے ان داتا ہیں - آپکے جد امجد اور والد بزرگوار اور خود
بنفس آپ اسی بات کو اپنی ریاست کا استحکام سمجھے - کہ برٹش گورنمنٹ
ز جنرل ... لفٹننٹ گورنر اور ریذیڈنٹ اور اور صاحب اور وارد انگریزوں
عد ... کرنی چاہئے اور ان سے بہ ادب اور بہ عزت پیش آنا فرض
یہ بھی ... انسانیت اور اہلیت یوں ہی کرنا زیبا اور موزوں ہوا کرتا
انگریزی گورنمنٹ نے اپنے عدیم النظیر اصولوں کے رو سے آپ کے
دو ... بزرگوں سے سولھویں مارچ ۱۸۴۶ء سے ابتک جس کو اکتالیس برس
... گزر گیا - یہ بھی چاہا کہ آپ کی ریاست میں انگلینڈ کے

کانسٹیٹیوشن کے مطابق اُس کی سی طرزِ حکومت اور قوانینِ سیاست پائے جائیں یا کم سے کم اُنکی تقلید ہی ہو۔ مگر ہرگز ہرگز اسکا لاکھواں حصہ بھی نہ پایا گیا اور نہ پایا جاتا ہے اور نہ اُمید ہی ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ جب نصف صدی کے قریب عرصہ میں کچھ نہ ہوا تو اُمید کی جائے تو کس پر کی جائے۔ اُمید کے لئے بھی تو آخر کوئی بُنیاد لازم ہے۔

مملکتِ ہند کا گویا فرانس صوبۂ اَوَدھ انگریزوں کی خاطر اور مدارات میں ایسا تھا کہ دُنیا کے پردہ پر کوئی مُلک ویسا نہ ہوگا۔ صوبۂ اودھ ایک جادوگر تھا اور وہاں کے باشندے خوشامد کہو چاہے خاطرداری میں آفت کے پرکالے تھے۔ مگر وہاں انیکسیشن پالسی کا کیوں برتاؤ ہوا۔ اسی بُنیاد پر کہ اُس کی طرزِ حکومت اور قوانینِ سیاست افریکہ کے باشندوں کی سی طرزِ حکومت اور قوانینِ سیاست رکھتے تھے۔ اتنی دُور ہیر پھیر (مثال) کے واسطے افریکہ جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری اپنی ریاست جموّں اور کشمیر جو بہت ہی نزدیک ہے اُسی کی مثال کیوں نہ دے دیں۔ ہائے افسوس (بقولِ نقشِ جہاں بیگم) عدم آباد اودھ کو جانے دو اُسکا بار بار نام تک بھی نہ لو۔ ریاست بڑودہ ہی پر عمیق نظر ڈالو کہ وہاں کے ملہار راؤ کیوں گدّی سے اُتارے گئے اور اُن کی گدّی ایک ذی حق کو کیوں دی گئی۔ اِنہیں لچھنوں اور کرتوتوں سے جو افریکہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہی پر افریکہ میں دوڑتے ہوئیوں کیوں نہ کہو کہ

[illegible] میں بڑودہ والے چیتن اور کرتوتیں موجود ہیں۔

[illegible] کے خاتمہ کی فکر کرتے ہیں۔ اِس وقت اَور کچھہ نہیں

[illegible] ہم چند سوال خود حضور مہاراجہ صاحب ہی سے پوچھتے ہیں۔

(الف) [illegible] عالی کی ریاست کے قوانین نے آپکی رعایا پر رعایا کے ہر طبقہ کو بلا قید مذہب [illegible] یکساں فائدہ پہنچایا ہے ؟۔

(ب) کیا آپکی سیاہ بخت اور بد نصیب رعایا کو آپکی ریاست کے قوانین کی [illegible] میں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے ؟۔

(ج) حضور کی رعایا کی جان اور مال مذہب اور عزت ہر طرح سے محفوظ ہے کیا [illegible] سے اِس امر کا ثبوت خدامِ عالی کے پاس موجود ہے ؟۔

(د) جناب کی رعایا کو بڑی کوششوں سے تعلیم دی جاتی ہے ہنر اور فن سکھائے جاتے ہیں کوئی انجنیر کوئی ڈاکٹر یا کوئی اَور تعلیم یافتہ دکھا سکتے ہیں؟۔

(ہ) وقت کی ضرورت کے موافق حضور کی رعایا کے واسطے کون کون سا عُمدہ [illegible] مفید قانون تجویز ہو کر جاری ہوا ہے۔ اُسکا پتہ اور نشان تو دیجئے؟۔

(و) [illegible] اگر سوال مندرجہ تقسیم ہ کے بموجب قوانین مُرتب اور مدوّن بھی ہوئے ہیں تو اُنکی تعمیل بڑی احتیاط اور سرگرمی سے کروائی بھی جاتی ہے اور اِسکا ثبوت کیا ہے ؟۔

(ز) کیا آپ کی ریاست کے رہنے والوں کو جب کہ انگریزی راج کے باشندوں

...آرام و راحت کو دیکھتے ہونگے یہہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ ہم کیسے
...ے سے آرام اور انکی سی راحت کا مُونہہ دیکھیں ؟-

(ح) کیا حضور کی ایسی رعایا مانا کہ غریب ہی سہی وفادار ہی نہیں ہتیار
بھی اُسکے پاس نہ سہی بغاوت اور سرکشی پر بھی آمادہ نہ سہی تو کیا وُہ
بالاتر سلطنت کے رُکن رکین لوگوں کے حضور میں واویلا کرنے کے
لئے مُونہہ میں زبان نہیں رکھتی ؟-

(ط) کیا قیصر ہند ملکۂ معظمہ وکٹوریا خلد اللہ ملکہا و سلطنتہا کے رُکن رکین لوگوں
کے کان ایسے بہرے ہیں کہ سُنائی تک نہیں دیتا اگر وُہ ایسے ہی
بہرے ہیں کہ موٹے پشو کی کھال سے لوہا بھسم ہو جا کی ماہیت ہی
نہیں سُن سکتے اور نہیں سمجھ سکتے تو بہر ہی دن اُنکے لئے بھی کہڑا نہیں ؟-

(ی) کیا برٹش گورنمنٹ کے اُصولِ سلطنت اِس قیامت کے درجہ کے
ظلم اور ستم پر بھی چاپلوسیوں اور پھوٹی کوڑی کی قیمت کے کاغذوں
عہدناموں پر بیجا لحاظ ہی کرتے رہیں گے اور آودہ اور برودہ
اور بہرتپا کے جھوٹے عہدناموں کی طرح سے کشمیر کے بے بُنیاد عہدنامہ
کو بھی چاک کرکے خاک میں نہ ملوادیں گے ؟-

(یا) اے ہمارے مہاراجہ صاحب آپکے باپ دادوں اور آپکے واسطے
برٹش گورنمنٹ نے رُوحانی ڈاکٹری کی دوکان نہیں کھولی اُن کے

... دماغ اور جگر کی صحت کے لئے کڑوے مگر سود مند ... آپکے بزرگوں نے اُن سے صحت پائی ... میں آغا محمد بخت سکینڈ نیچر ہو رہی جو میٹھی ... اس سلیمانی نے بیماری دفع نہ کی؟ -

(۱۱) کیا حضور کو اس امر کی صحیح خبر ہے کہ آپکی رعایا میں سے کس قدر ... ہر ہفتہ ہر ماہ ہر سال انگریزی علاقوں میں آکر آباد ہوتی جاتی ہے کیا آپکو یہ ٹھیک حساب (جو بالکل سہل تر ہے) معلوم ہے کہ ... میں آپکی ریاست اُلوؤں کا مسکن اور گیدڑوں کے رہنے کا بیابان ہو جائیگا خبر ہے کہ یہ حساب لگ چکا ہے؟ -

المختصر اس قسم کے بہت سوال ہیں جو ہم نے دوسرے ... تیسرے ضمیمہ کے لئے محفوظ رکھے ہوئے ہیں - جب ہم خاص کر ... مہاراجہ صاحب بہادر سے یا خیریوں ہی سہی کہ اُنکے اہلکاروں اور ... خوردوں سے اِن بارہ سوالوں کا معقول جواب پا لیں گے - تو ... سوالوں کو جو ہمارے پاس دفتروں کے دفتر محفوظ ہیں نمبروار ... اور تیسرے ضمیمہ میں درج کرینگے - اور اگر اتنے عرصہ میں سوالوں ... سہی تو ناچار شما بہ خیر و ما بہ سلامت کہکر اپنے اِس دفتر ہی کو ... ہیں گے -

کے آرام اور راحت کو دیکھتے ہونگے یہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ ہم کیسے
اُنکے سے آرام اور اُنکی سی راحت کا مُونہہ دیکھیں ؟

(ح) کیا حضور کی ایسی رعایا ناکدخدا غریب ہی سہی نادار ہی سہی ہتیار بھی اُنکے پاس نہ سہی بغاوت اور سرکشی پر بھی آمادہ نہ سہی تو کیا وُہ بالاتر سلطنت کے رُکنِ رکین لوگوں کے حضور میں واویلا کرنے کے لئے مُونہہ میں زبان نہیں رکھتی ؟ ـ

(ط) کیا قیصرِ ہند ملکۂ معظمہ وکٹوریا خلد اللہ ملکہا و سلطنتہا کے رُکنِ رکین لوگوں کے کان ایسے بہرے ہیں کہ سُنائی تک نہیں دیتا اگر وُہ ایسے ہی بہرے ہیں کہ موئے پیتو کی کھال سے لوہا بھسم ہوجا کی ماہیت ہی نہیں سُن سکتے اور نہیں سمجھ سکتے تو پھر یہی دن اُنکے لئے بھی کھڑا نہیں ؟ ـ

(ی) کیا برٹش گورنمنٹ کے اُصولِ سلطنت اِس قیامت کے درجہ کے ظلم اور ستم پر بھی چاپلوسیوں اور پھوٹی کوڑی کی قیمت کے کاغذو عہدناموں پر بیجا لحاظ ہی کرتے رہیں گے اور اودھ اور برودہ اور برتپا کے جھوٹے عہدناموں کی طرح سے کشمیر کے بے بُنیاد عہدنامہ کو بھی چاک کرکے خاک میں نہ ملوا دیں گے ؟ ـ

(یا) اے ہمارے مہاراجہ صاحب آپکے باپ دادوں اور آپکے واسطے برٹش گورنمنٹ نے رُوحانی ڈاکٹری کی دوکان نہیں کھولی اُن کے

دل اور جان [illegible] اور جگر کی صحت کے لئے کڑوے مگر سود مند
نسخے [illegible] چھپ کے ہو آپکے بزرگوں نے اُن سے صحت پائی
[illegible] سب میں فوق غائبانہ کم بخت سکینڈ نیچر ہو۔ بی جو مشتی
[illegible] سے اس [illegible] نے بیماری دفع نہ کی؟ -
(ب) کیا حضور کو اس امر کی صحیح خبر ہے کہ آپکی رعایا میں سے کس قدر
ہر روز ہر ہفتہ ہر ماہ ہر سال انگریزی علاقوں میں آکر آباد ہوتی جاتی
ہے کیا آپ کو یہ ٹھیک حساب (جو بالکل سہل تر ہے) معلوم ہے کہ
[illegible] میں آپکی ریاست اُلوؤں کا مسکن اور گیدڑوں کے رہنے
[illegible] ہو جائیگا خبر ہے کہ یہ حساب لگ چکا ہے؟ -

**المختصر** اس قسم کے بہت سوال ہیں جو ہم نے دوسرے
اور نیز تیسرے ضمیمہ کے لئے محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ جب ہم خاص کر آپ
حضور مہاراجہ صاحب بہادر سے یا خیریوں ہی سہی کہ اُنکے اہلکاروں اور
اور لقمہ خوروں سے اِن بارہ سوالوں کا معقول جواب پالیں گے - تو
موجودہ سوالوں کو جو ہمارے پاس دفتروں کے دفتر محفوظ ہیں نمبروار
دوسرے اور تیسرے ضمیمہ میں درج کرینگے - اور اگر اتنے عرصہ میں سوالوں
کی حاجت ہی نہ رہی تو [illegible] بہ سلامت کہہ کر اپنے اِس دفتر ہی کو
طے کر لیں گے۔

اگرچہ یہ امر جو ہم بیان کرتے ہیں اس مرحلہ کے متعلق نہیں جہاں
کا ہم سفر کر رہے ہیں اور ہنوز آگے چلنے کے واسطے کمربستہ ہیں - مگر
پھر بھی کچھ علاقہ ہے اس نظر سے اُسے بھی بیان کئے دیتے ہیں - اور وہ
یوں ہے - کہ پنجاب ری ویو کی منتظم کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ یہ
ضمیمہ جو پہلا نمبر ہے اپنے مقابل انگریزی ترجمہ کے ساتھ (جیسا کہ اکثر
مضمونوں کی نسبت کیا گیا ہے اور اور ہو رہا ہے) شائع ہوتا - مگر سردست
ہمارے مترجم کی سہل انگاری کی وجہ سے صرف اُردو ہی میں
بجنسہ مشتہر کیا جاتا ہے - ضمیمہ کے آئندہ نمبر کمیٹی
کے ارادہ کے مطابق اُردو اور انگریزی میں
بہ مقابل یکدیگر شائع ہوا کرینگے - اور
یہ کہ اس نمبر کا ترجمہ بھی
اسی رسالہ میں مشتہر
ہوگا

تمت

یاں جموں اور کشمیر کے تعلقات اور برٹش گورنمنٹ
کے بیان میں ضمیمہ کے پہلے نمبر کا خاتمہ ہوا۔

# DEDICATION

## TO

## MOULVI MUHARRAM ALI, CHISHTI,

### EDITOR, "RAFIQ-I-HIND,"

### LAHORE.

My Dear Chishti,

Although I am perfectly aware that by the dedication of this humble work to you I shall add nothing to your high reputation and fame which you already enjoy among your countrymen, I, however, in accordance with the subject treated in this pamphlet and having in view the hearty interest which you have always shown in the welfare of the Cashmir affairs and on account of which you have always with great liberty and impartiality discussed matters touching this State, I do not see any person in the Punjab better than yourself to whom this pamphlet may properly be dedicated I, therefore, earnestly hope that you would accept this humble offer in token of cordial love and affection on the part of your true well-wisher and friend

Amritsar. } *Revd. RAJAB ALI,*

*March* 1887. } *The Author.*

*Religious and secular works* ***by the Editor of the*** *Punjab Review, published* ***(with the exception*** *of Nos. 11, 13, 18, 19* ***and 20), under the*** *auspices of the* ***Religious Book and Tract*** *Society Oudh,* ***during 1863—1887.***

---

(1).—A Dissertation on Religion.

(2).—Elements of Logic.

(3).— Brahmoism.

(4).—Proof of the Existence of God.

(5).—Sharif Nisbaten.

(6).—Islah-i-Sahv, (a review on John Devonport' Apology of Mohammad and the Koran )

(7) --The Mirror of Islam.

(8 )—The True Light.

(9).—The Regeneration of Man.

(10).—The Lamp of Faith.

(11)—The Aryan Ránís.

(12).—The Children's Monitor.

(13).—The Treasury of Knowledge.

(14).—A Mirror for Preachers.

(15).—Introduction, (or Review on "Izháir-i-Iswi ")

(16).—Remarks on "an Inquiry into the Birth Christ."

(17).—Mohammad's Asc[illegible] to the Heavens.

(18).—The Punjab Review (this Monthly Journal).

(19).—The Eastern Question (considered in connect with the relations between Russia, Engl and India) in English, Persian, Urdu, Pash Gurmukhi and Hindi. Selection from "Pun Review."

(20).—Relations of the Jammu and Kashmir State w the British Government. Supplement to Punjab Review.

*"I will speak of thy testimonies also before kings."*

THE

# RELATIONS

OF THE

## JUMMOO AND KASHMIR STATE

WITH THE

## BRITISH GOVERNMENT.

NO. I.

*SUPPLEMENT TO THE "PUNJAB REVIEW,"*


**REV. RAJAB ALI, H. M., Minister, M. E. C.,**

*(A relic of Fyzee—Abulfazl's family.)*

VAKIL-I-HIND, SA

UL-AKHBAR, KAUKAB-I-

AND HINDU PARKASH.



Amritsar:

PRINTED AT THE VAKIL- PRESS

887.


*The Journal not bearing the Manager's signature will be considered counterfeit, and will be dealt with likewise according to law.*

ice per copy 1 rupee.

*Religious and secular works by the Editor of the Punjab Review, published (with the exception of Nos. 11, 13, 18, 19 and 20), under the auspices of the Religious Book and Tract Society Oudh, during 1863—1887.*

---

(1).—A Dissertation on Religion.
(2).—Elements of Logic.
(3).—Brahmoism.
(4).—Proof of the Existence of God.
(5).—Sharif Nisbaten.
(6).—Islah-i Sahv, (a review on John Devonport's Apology of Mohammad and [illegible].)
(7).—The Mirror of Islam.
(8).—The True Light.
(9).—The Regeneration of Man.
(10).—The Lamp of Faith.
(11).—The Aryan [illegible]
[illegible] Monitor.
[illegible] of Knowledge.
[illegible]—A Mirror fo[illegible]
[illegible]—Introduction [illegible] (Review on "Izhár-i-Iswi.")
(16).—Remarks o[illegible] Inquiry into the Birth o[illegible] Christ."
[illegible]7).—Moham[illegible]ension to the Heavens.
[illegible]—The Punjab Review (this Monthly Journal).
[illegible]9).—The Eastern Question (considered in connectio[illegible] with the relations between Russia, Englan[illegible] and India) in English, Persian, Urdu, Pasht[illegible] Gurmukhi and Hindi. Selection from "Punja[illegible] Review."
(20).—Relations of the Jammu and Kashmir State wit[illegible] the British Government. Supplement to th[illegible] "Punjab Review."

*"I will speak of thy testimonies also before kings."*

THE

# RELATIONS

OF THE

## JUMMOO AND KASHMIR STATE

WITH THE

## BRITISH GOVERNMENT.

NO. [illegible]

*SUPPLEMENT TO THE "PUNJAB REVIEW,"*

BY [illegible]


**REV RAJAB ALI, H. M., Minister, M. E. C,**

*(A relic of Fyze—Abulfazl's family)*

L[illegible] of VAKIL-I-HIND, S[illegible]

HIND, SHAMS-UL-AKHBAR, KAUKAB-I-ISWI

AND HINDU PARKASH.



Amritsar [illegible]

PRINTED AT THE VAKIL-I-HIND PRESS

[illegible] 1887.


Price per copy 1 rup.

*☞ The Journal not bearing the Manager's signature will be considered counterfeit, and will be dealt with likewise according to law.*

*Religious and secular works by the Editor of the Punjab Review, published (with the exception of Nos. 11, 13, 18, 19 and 20), under the auspices of the Religious Book and Tract Society Oudh, during 1863—1887.*

(1).—A Dissertation on Religion.

(2).—Elements of Logic.

(3).—Brahmoism.

(4).—Proof of the Existence of God.

(5).—Sharif Nisbaten.

(6).—Islah-i-Sahv, (a review on John Devonport's Apology of Moha[illegible] the Koran.)

(7).—The Mirror of Islam.

(8).—The True Light.

(9).—The Regeneration of Man.

(10).—The Lamp of F[illegible]

[illegible] ryan Rám[illegible]

(12).—The [illegible] Monitor.

[illegible] of Knowledg[illegible]

[illegible] Preachers.

[illegible]5).—Introduction [illegible] on "Izháir-i-Iswi")

[illegible] Remarks on "an Inquiry into the Birth o[illegible] Christ."

(17).—Mohammad's Ascension to the Heavens.

(18).—The Punjab Review (this Monthly Journal).

[illegible] The Eastern [illegible]stion (considered in connectio[illegible] with the relations between Russia, Englan[illegible] and India) in English, Persian, Urdu, Pasht[illegible] Gurmukhi and Hindi. Selection from "Punja[illegible] Review"

(20).—Relations of the Jammu and Kashmir State wit[illegible] the British Government. Supplement to th[illegible] "Punjab R[illegible]

*" I will speak of thy testimonies also before kings "*

THE

# RELATIONS

OF THE

## JUMMOO AND KASHMIR STATE

[redacted] ITH THE [redacted]

## BRITISH GOVERNMENT.

NO. I.

*SUPPLEMENT TO THE "PUNJAB REVIEW,"*

BY

**REV. RAJAB ALI, H. M., Minister, M. E. C.,**

*(A relic of Fyzee—Abulfazl's family)*

LATE EDITOR OF THE VAKIL-I-HIND, SAFIR-I-HIND, SHAMS-UL-AKHBAR, KAUKAB-I-ISWI AND HINDU [redacted]

Amritsa[redacted]

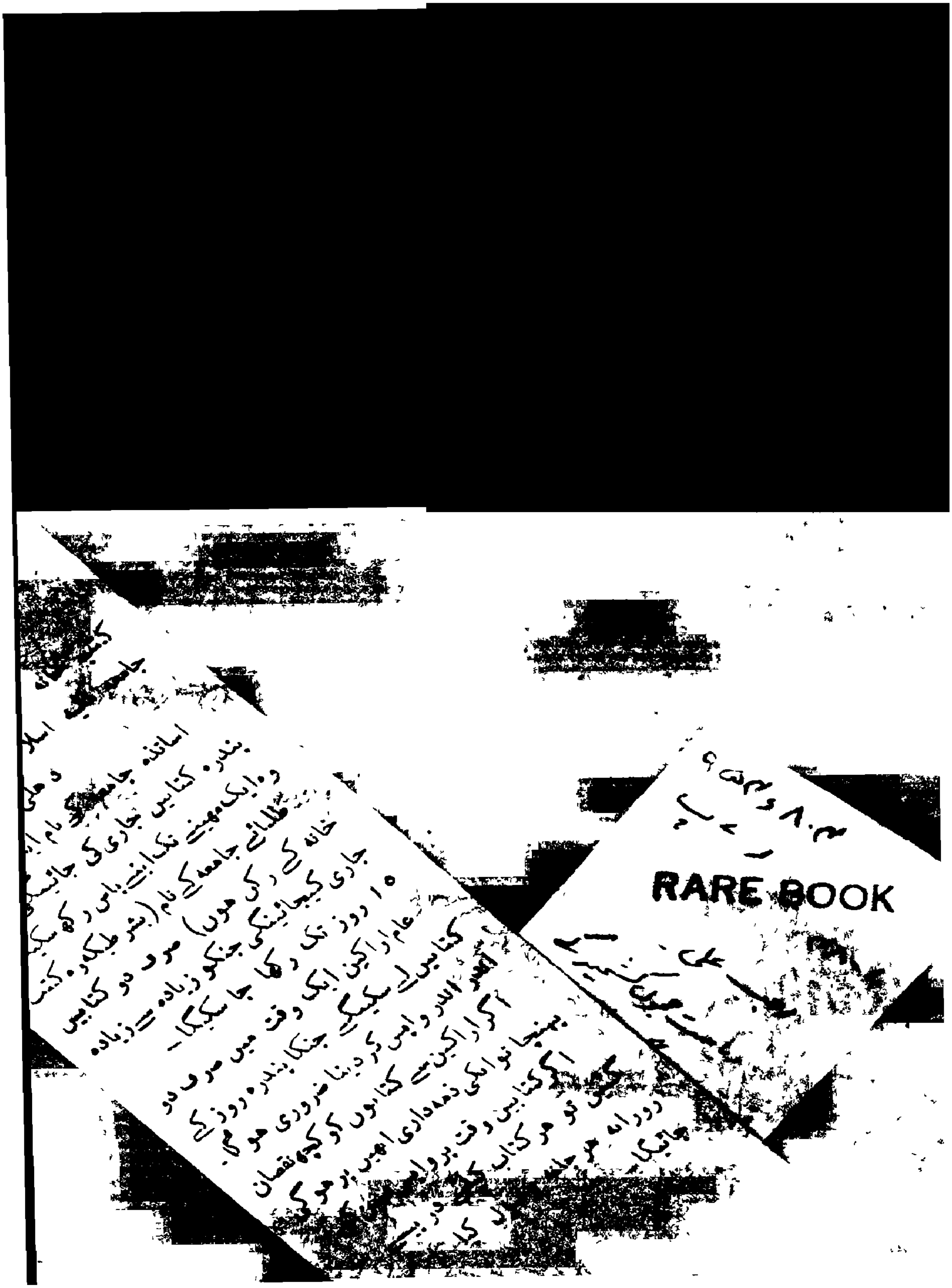
PRINTED AT THE VAKIL-I-HI[redacted]S.

1887.

Price per copy 1 rupee

*The Journal not bearing the Manager's signature will be considered counterfeit, and will be dealt with likewise according to law*

[redacted]


RARE BOOK